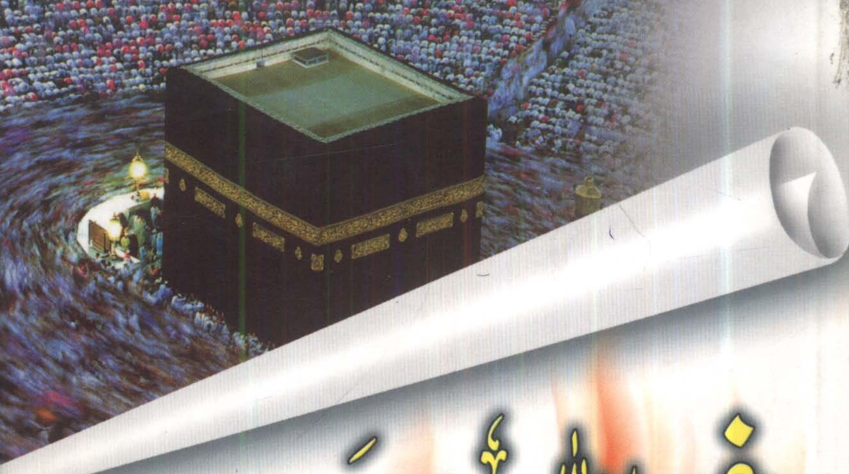


غیر اللہ سے مدد

اور

نجومیوں کی پیشگوئیاں ؟

سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ

دار السلام
DARUSSALAM

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

إِقَامَةُ الْبَرَاهِينِ عَلَى حُكْمِ مَنِ اسْتَغَاثَ
لِغَيْرِ اللّٰهِ أَوْ صَدَّقَ الْكَهَنَةَ وَالْعَرَّافِينَ

غیر اللہ سے مدد
اور
نجومیوں کی پیشگوئیاں؟

سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ

دار السلام
کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ
ریاض ○ جدہ ○ شارجہ ○ لاہور
لندن ○ هیوسٹن ○ نیو یارک

© مكتبة دارالسلام، ١٤٢٤هـ
فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر
ابن باز، عبدالعزيز بن عبدالله
اقامة البراهين. / عبدالعزيز بن عبدالله ابن باز - الرياض، ١٤٢٤هـ
ص: ٤٢ مقاس: ١٢×١٧ سم
ردمك: ×-٠١-٨٩٧-٩٩٦٠
(النص باللغة الاردية)
١-التوحيد ٢- الاسلام - مطاعن ٣- الشرك بالله أ- العنوان
ديوي ٢٤٠   ١٤٢٤/٤٠٩٠

رقم الإيداع: ١٤٢٤/٤٠٩٠
ردمك: ×-٠١-٨٩٧-٩٩٦٠

منتظم اعلیٰ : عبدالمالک مجاہد

سعودی عرب (ہیڈ آفس)
پوسٹ بکس: 22743 الریاض: 11416 سعودی عرب
فون: 4043432-4033962 1 00966 فیکس: 4021659
E-mail: riyadh@dar-us-salam.com   Website: www.dar-us-salam.com
● طریق مکہ۔ العلیا۔ الریاض فون: 4614483 1 00966 فیکس: 4644945 ● جدہ فون: 6879254 2 00966 فیکس: 6336270
● شارع الربعین۔ الملز۔ الریاض فون: 4735220 فیکس: 4735221 ● الخبر فون: 8692900 3 00966 فیکس: 8691551
● مدینہ منورہ فون و فیکس: 815121 4 00966

شارجہ فون: 5632623 6 00971 فیکس: 5632624 لندن فون: 0044 208 539 4885 فیکس: 208 539 4889
امریکہ ● ہوسٹن فون: 7220419 713 001 فیکس: 7220431 ● نیویارک فون: 6255925 718 001 فیکس: 6251511

پاکستان (ہیڈ آفس و مرکزی شوروم)
● 36 - لوئر مال، سیکرٹریٹ سٹاپ، لاہور فون: 7110081-7114023-7232400-7240024 42 0092 فیکس: 7354072
E-mail: lahore@dar-us-salam.com
● غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور فون و فیکس: 7120054 - 7320703 ● اردو بازار گوجرانوالہ فون: 741613 فیکس: 741614
● مون مارکیٹ اقبال ٹاؤن۔ لاہور فون: 7846714

فہرست مضامین

عرض ناشر

اللہ جل شانہ کی توحید کا اقرار اور قلب و روح کی گہرائیوں سے اس پر ایمان لانا ہر مسلمان کا اولیں فریضہ ہے۔ تخلیق کائنات' بالخصوص اشرف المخلوقات بنی نوع انسان کی تخلیق کا مقصد اولیٰ بھی یہی ہے کہ اللہ وحدہ لا شریک کی خالص عبادت کی جائے حالانکہ اللہ تعالیٰ کو اس کی قطعی طور پر کوئی حاجت نہیں تاہم بندے پر یہ فرض عائد کیا گیا ہے کہ وہ ہر لمحہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کا عبادت گزار ہو اور اسی کو اپنا معبود تصور کرے۔ تمام انبیاء علیہم السلام حتیٰ کہ خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصود اول بھی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو قائم کرنا اور انسانوں کے خود ساختہ معبودوں کو پاش پاش کرنا تھا۔ غیر اللہ کی عبادت کا تصور عقیدۂ توحید کو دھندلا دیتا ہے۔ اللہ کی وحدانیت مسلمانوں کے لئے ایک ایسا شفاف آئینہ ہے جو شرک و بدعات کی ذرا سی گرد کا بھی متحمل نہیں ہو سکتا۔ لیکن افسوس صد افسوس! آج بہت سے مسلمانوں کا آئینۂ توحید' شرک و بدعات کے غبار سے آلودہ ہے اور وہ پھر بھی اسی کو اپنے لئے ہدایت کا سرچشمہ تصور کرتے ہیں۔

تاہم یہ خوشگوار امر ہے کہ علمائے حق نے ہمیشہ شرک و بدعات کے خلاف جہاد کیا اور کتاب و سنت کی روشنی میں دین حق کی توضیح و تصریح فرمائی۔ انہی علمائے حق میں شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ کا نام بھی ایک اہم حیثیت کا حامل ہے۔ انہوں نے عقیدۂ توحید اور شرک و بدعات کے درمیان حدفاصل قائم کرتے ہوئے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں دین ھدیٰ کی تشریح و ترجمانی کی اور اس سلسلے میں انہوں نے تین رسائل پر مشتمل مجموعہ ((اقامة البراهين على حكم من استغاث لغير الله او صدق الْكَهَنَةَ والعَرَّافين)) عربی زبان میں تحریر فرمایا۔

دارالسلام اپنی سابقہ روایت کے پیش نظر مجموعہ ہذا کا اردو ترجمہ "غیراللہ سے مدد اور نجومیوں کی پیش گوئیاں؟" کے نام سے شائع کر رہا ہے' اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ اس کے مطالعہ سے ہمارے مسلمان بھائی دین اسلام کے راست عقائد کی تفہیم میں بھرپور مدد حاصل کر سکیں گے۔ ان شاء اللہ العزیز۔

خادم کتاب و سُنّت

عبدالمالک مجاہد

مدیر: دارالسلام' الریاض - لاہور

تقدیم

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے سزادار ہیں اور صلوٰۃ و سلام ہو اللہ کے رسول ﷺ پر' آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم پر اور ہر اس شخص پر جو آپ کو اپنا محبوب بنائے۔

عقیدۂ توحید ہی وہ بنیاد ہے جس پر محمد بن عبداللہ ﷺ کی دعوت قائم ہے اور یہ بنیاد حقیقتاً تمام رسولوں کی جولاں گاہ ہے۔ چنانچہ فرمان الٰہی ہے:

﴿ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ ﴾ (النحل ١٦/ ٣٦)

"اور ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ لوگو! اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت (کی بندگی) سے بچو۔"

اس دعوت پر پختہ عزم' مختلف قسم کی بدعات و خرافات سے جنگ کا تقاضا کرتا ہے کیونکہ ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے دین میں سوچ بچار کرے اور شریعت اسلامیہ کے مطابق اللہ تعالیٰ کی عبادت بجالائے۔

اس امت کے اسلاف اپنے دین کے معاملہ میں ہدایت پر تھے۔ کیونکہ ان کے اعمال بلکہ تمام تر معاملات قرآن اور سنّت مطہرہ کے مطابق ہوا کرتے تھے۔

پھر جب مسلمانوں کی اکثریت اپنے عقائد و اعمال میں اس سیدھی راہ' یعنی

کتاب و سنت کی راہ سے ہٹ گئی تو عقائد' مذاہب' سیاست اور احکام کے لحاظ سے ان کے کئی فرقے بن گئے۔ اس انحراف کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان میں بدعات' اباطیل اور شعبدہ بازی کو فروغ حاصل ہوا۔ جس سے اعدائے اسلام کو اسلام اور مسلمانوں پر طعنہ زنی کا موقع مل گیا۔

علمائے اسلام اپنی تالیفات میں ان نئی اور پرانی بدعات سے آگاہ کرتے رہے۔ انہی اہم تالیفات میں سے ایک کتاب ((اِقَامَةُ الْبَرَاهِین)) ہے جو سماحۃ العلام الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز نے تصنیف فرمائی۔ یہ کتاب درج ذیل تین رسائل پر مشتمل ہے:

① نبی کریم ﷺ سے استغاثہ کا حکم

② جنات سے استغاثہ اور نذرونیاز کا حکم

③ بدعیہ و شرکیہ وظائف و اذکار کو معمول بنانے کا حکم

ریاست سعودی عرب' جو اس خطہ میں اسلامی دعوت کا جھنڈا سنبھالے ہوئے ہے' آپ کے سامنے یہ تینوں رسائل پیش کر رہی ہے تاکہ وہ بھی بدعات و خرافات کے خلاف جنگ میں حصہ لے کر متوازن ثقافت اور اسلام کے حقیقی فہم کو بلند کر سکے۔

ہم اللہ بلند و برتر سے دعا کرتے ہیں کہ ان رسائل سے اپنے بندوں کو فائدہ پہنچائے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

نبی کریم ﷺ سے استغاثہ کا حکم؟

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کو سزاوار ہیں اور صلوٰۃ و سلام ہو اللہ کے رسول پر' آپ کی آل' آپ کے صحابہ کرام اور ہر اس شخص پر جو آپ کی شریعت سے ہدایت پائے۔

"مجتمع کویتی" کے صحیفہ شمارہ نمبر۱۵ مورخہ ۱۹-۴-۱۳۹۰ھ میں " فِي ذِكْرَى الْمَوْلِدِ النَّبَوِيِّ الشَّرِيْفِ " کے عنوان کے تحت چند اشعار شائع ہوئے جو نبی کریم ﷺ سے استغاثہ' اپنی امت کو سنبھالا دینے' اس کی مدد کرنے اور اس تفرقہ و اختلاف سے نجات دلانے کے لئے کہے گئے تھے۔ یہ تفرقہ و اختلاف اس امت میں پڑا جس کا نام کبھی ((آمِنَة)) "امن والی" تھا ان اشعار میں سے چند قابل ذکر ہیں:

- اے اللہ کے رسول! اس جان کو سنبھالا دیجئے۔
- جو جنگ کی آگ بھڑکا رہا ہے اور جو بھڑکائے اسے اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔
- اے اللہ کے رسول! اس امت کو سنبھالا دیجئے۔ جس کی رات کا سفر شک کے اندھیروں میں لمبا ہو گیا ہے۔
- اے اللہ کے رسول! اس امت کو سنبھالا دیجئے۔

⟸ جس کی رونق، افسوس کی ہلاکتوں میں ختم ہو گئی ہے۔

تاآنکہ یوں کہا:

⟸ اے اللہ کے رسول! اس امت کو سنبھالا دیجئے۔

⟸ جس کی رات کا سفر شک کے اندھیروں میں لمبا ہو گیا ہے۔

⟸ آپ امت کی جلد مدد کیجئے جیسا کہ آپ نے بدر کے دن مدد کی، جب اللہ تعالیٰ کو پکارا تو کمزوری شاندار فتح میں تبدیل ہو گئی۔

⟸ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے لشکر ایسے ہیں جنہیں تو دیکھ نہیں سکتا۔

(اللہ اکبر) تحریر کرنے والے نے اپنی نداء اور استغاثہ کو اس انداز سے رسول اللہ ﷺ پر پیش کیا اور مطالبہ کیا کہ وہ جلد از جلد امت کی مدد کو پہنچیں اور اسے سنبھالا دیں، جیسے وہ اس بات کو بالکل بھولے ہوئے تھا یا اسے معلوم نہیں تھا کہ مدد تو صرف اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ یہ نبی کریم ﷺ یا مخلوقات میں سے کسی کے بھی اختیار میں نہیں۔ چنانچہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنی کتاب مبین میں فرمایا:

﴿وَمَا ٱلنَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِندِ ٱللَّهِ ٱلْعَزِيزِ ٱلْحَكِيمِ﴾ (آل عمران ۳/ ۱۲۶)

"اور مدد تو صرف اللہ غالب حکمت والے ہی کے پاس ہے۔"

نیز فرمایا:

﴿إِن يَنصُرْكُمُ ٱللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۖ وَإِن يَخْذُلْكُمْ فَمَن ذَا ٱلَّذِى

يَنصُرُكُم مِّنۢ بَعۡدِهِۦۗ﴾ (آل عمران۳/ ۱۶۰)

"اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا اور اگر وہ تمہیں رسوا کرے تو اور کون ہے جو اس کے بعد تمہاری مدد کرے۔"

یہ بات صریح نص سے معلوم ہو چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنات اور انسانوں کو اس لئے پیدا کیا کہ وہ اس کی عبادت کریں۔ رسول بھیجے اور کتابیں نازل کیں تاکہ اس عبادت کی وضاحت کریں اور اس کی طرف دعوت دیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَا خَلَقۡتُ ٱلۡجِنَّ وَٱلۡإِنسَ إِلَّا لِيَعۡبُدُونِ ۝٥٦﴾ (الذاریات ۵۱/ ۵۶)

"اور میں نے جنات اور انسانوں کو محض اپنی عبادت ہی کے لئے پیدا کیا ہے۔"

عبادت کے لائق صرف ایک اللہ: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَقَدۡ بَعَثۡنَا فِي كُلِّ أُمَّةٖ رَّسُولًا أَنِ ٱعۡبُدُواْ ٱللَّهَ وَٱجۡتَنِبُواْ ٱلطَّٰغُوتَۖ﴾ (النحل ۱۶/ ۳۶)

"اور ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا کہ لوگو! اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت (کی عبادت) سے بچو۔"

نیز فرمایا:

﴿وَمَآ أَرۡسَلۡنَا مِن قَبۡلِكَ مِن رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِيٓ إِلَيۡهِ أَنَّهُۥ لَآ إِلَٰهَ إِلَّآ

أَنَا۠ فَٱعۡبُدُونِ ﴿٢٥﴾ (الأنبياء٢١/ ٢٥)

"اور آپ سے پہلے ہم نے جو بھی رسول بھیجا اسے ہم یہی وحی کرتے رہے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں لہٰذا میری ہی عبادت کرو۔"

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ الٓرۚ كِتَٰبٌ أُحۡكِمَتۡ ءَايَٰتُهُۥ ثُمَّ فُصِّلَتۡ مِن لَّدُنۡ حَكِيمٍ خَبِيرٍ ﴿١﴾ أَلَّا تَعۡبُدُوٓاْ إِلَّا ٱللَّهَۚ إِنَّنِي لَكُم مِّنۡهُ نَذِيرٞ وَبَشِيرٞ ﴿٢﴾ (هود١١/ ١-٢)

"یہ عظیم کتاب ہے۔ اس کی آیات کو محکم بنایا گیا ہے۔ پھر دانا اور باخبر کی طرف سے اسے مفصل بیان کیا گیا (وہ یہ) کہ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ یقیناً میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہیں ڈرانے اور خوشخبری دینے والا ہوں۔"

ان محکم آیات میں اللہ سبحانہ نے یہ وضاحت فرمائی ہے کہ جنات اور انسانوں کو محض اس لئے پیدا کیا گیا ہے کہ وہ اس وحدہ لاشریک کی عبادت کریں۔ نیز اللہ نے رسولوں کو اپنی عبادت کا حکم دینے اور غیر اللہ کی عبادت سے روکنے کے لئے بھیجا۔ عبادت کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کے اوامر کو بجا لانا اور اس کی نواہی سے اجتناب کرنا اور اسی کا نام اطاعت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بہت سی آیات میں انہی باتوں کا حکم دیا ہے۔

مثلاً اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿ وَمَآ أُمِرُوٓاْ إِلَّا لِيَعۡبُدُواْ ٱللَّهَ مُخۡلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ حُنَفَآءَ ﴾ (البينة۹۸/ ۵)

"ان کو حکم تو یہی ہوا تھا کہ اخلاص عمل کے ساتھ یکسو ہو کر اللہ کی عبادت کریں۔"

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ ۞ وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعۡبُدُوٓاْ إِلَّآ إِيَّاهُ ﴾ (بني اسرائيل۱۷/ ۲۳)

"تیرے پروردگار نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم صرف اسی کی عبادت کرو۔"

اور فرمایا:

﴿ فَٱعۡبُدِ ٱللَّهَ مُخۡلِصٗا لَّهُ ٱلدِّينَ ۝٢ أَلَا لِلَّهِ ٱلدِّينُ ٱلۡخَالِصُۚ ﴾

(الزمر۳۹/ ۲۔۳)

"آپ اللہ ہی کی بندگی کریں دین کو اسی کے لئے خاص کرتے ہوئے۔ آگاہ رہو! دین خالص اللہ تعالیٰ ہی کا حق ہے۔"

اس مضمون کی بہت سی آیات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ خالصتاً اللہ کی عبادت کرنا اور اس کے سوا انبیاء سمیت سب کی عبادت کو چھوڑنا ضروری ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ دعا (پکار) عبادت کی اہم قسم بلکہ تمام اقسام کی جامع ہے۔ لہٰذا خالصتاً اللہ ہی کو پکارنا واجب ہے۔ کسی اور کو صفات الٰہی کے ساتھ پکارنا شرک ہے۔ جیساکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَٱدۡعُواْ ٱللَّهَ مُخۡلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ وَلَوۡ كَرِهَ ٱلۡكَٰفِرُونَ ۝١٤ ﴾

(المؤمن ٤٠/ ١٤)

"اللہ ہی کو پکارو اپنے دین (اپنی پکار) کو اس کے لئے خالص کر کے، خواہ یہ بات کافروں کو کتنی ہی ناگوار ہو۔"

غیر اللہ سے دعا کی ممانعت: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَأَنَّ ٱلْمَسَٰجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا۟ مَعَ ٱللَّهِ أَحَدًا ﴾ (الجن ٧٢/ ١٨)

"اور مسجدیں اللہ ہی کے لئے ہیں تو اللہ کے ساتھ کسی اور کو مت پکارو۔"

یہ آیت انبیاء سمیت تمام مخلوقات کو جامع ہے۔ کیونکہ "احداً" کا لفظ نکرہ ہے اور نہی کے سیاق میں ہے۔ گویا وہ اللہ سبحانہ کے سوا ہر ایک چیز کو عام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مسئلہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ وَلَا تَدْعُ مِن دُونِ ٱللَّهِ مَا لَا يَنفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ﴾ (یونس ١٠/ ١٠٦)

"اللہ کے سوا کسی ایسی ہستی کو مت پکاریں جو آپ کو فائدہ پہنچا سکتی ہے نہ نقصان۔"

یہ خطاب نبی کریم ﷺ کے لئے ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کو شرک سے محفوظ رکھا ہے۔ اس سے مقصود صرف دوسروں کو تنبیہ کرنا ہے۔ اسی آیت کے آخر میں فرمایا:

﴿ فَإِن فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِّنَ ٱلظَّٰلِمِينَ ﴾ (یونس ١٠/ ١٠٦)

"اگر آپ نے (شرک) کیا تو آپ ظالموں سے ہو جائیں گے۔"

جب آدم علیہ السلام کی تمام اولاد کے سردار کو شرک سے خبردار کیا گیا ہے جبکہ وہ امام الموحدین ہیں تو دوسروں کے لئے شرک کیوں کر جائز ہو گا۔ ظلم کا لفظ جب مطلقاً آئے تو اس سے مراد "شرک اکبر" ہوتا ہے۔

جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَٱلْكَـٰفِرُونَ هُمُ ٱلظَّـٰلِمُونَ ﴿٢٥٤﴾﴾ (البقرۃ۲/ ۲۵٤)

"اور کافر ہی ظالم ہیں۔"

شرک --- سب سے بڑا گناہ: فرمان الٰہی ہے:

﴿إِنَّ ٱلشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ﴿١٣﴾﴾ (لقمان۳۱/ ۱۳)

"بلاشبہ شرک ہی بڑا ظلم ہے۔"

لہٰذا ان آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کے سوا' فوت شدہ شخصیات سمیت بتوں' درختوں اور دیگر تمام مخلوقات میں سے کسی کو پکارنا اللہ عزوجل کے ساتھ شرک کرنا ہے یہ اس عبادت کے منافی ہے جس کی خاطر اللہ تعالیٰ نے جنات اور انسانوں کو پیدا کیا۔ اس بات کی وضاحت کرنے اور اس کی طرف دعوت دینے کے لئے رسول بھیجے اور کتابیں نازل فرمائیں یہی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا معنی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ اس کے سوا تمام معبودوں (خواہ وہ کسی بھی صورت میں ہوں) کی نفی ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ ذَٰلِكَ بِأَنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلۡحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدۡعُونَ مِن دُونِهِ ٱلۡبَٰطِلُ ﴾

(لقمان ۳۱/ ۳۰)

"یہ اس لئے کہ اللہ ہی برحق ہے اور اس کے سوا جس کو بھی یہ لوگ پکارتے ہیں وہ باطل ہے۔"

یہی بات دین کی اصل اور ملت کی بنیاد ہے اور اس اصل کی صحت کے بعد ہی کوئی عبادت صحیح ہو سکتی ہے۔

شرک کی تباہی: شرک اس قدر خطرناک اور مہلک بیماری ہے کہ یہ تمام اعمال کو تباہ کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی موجودگی میں کوئی بھی عمل قبول نہیں کرتا۔ ربانی فیصلہ ہے:

﴿ وَلَقَدۡ أُوحِيَ إِلَيۡكَ وَإِلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبۡلِكَ لَئِنۡ أَشۡرَكۡتَ لَيَحۡبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ ٱلۡخَٰسِرِينَ ﴿٦٥﴾ ﴾ (الزمر ۳۹/ ٦٥)

"آپ اور آپ سے پہلے لوگوں کی طرف یہی وحی کی گئی ہے کہ اگر آپ نے شرک کیا تو آپ کے اعمال برباد ہو جائیں گے اور آپ خسارہ اٹھانے والوں سے ہو جائیں گے۔"

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَلَوۡ أَشۡرَكُواْ لَحَبِطَ عَنۡهُم مَّا كَانُواْ يَعۡمَلُونَ ﴿٨٨﴾ ﴾ (الأنعام ٦/ ٨٨)

"اور اگر وہ (انبیاء) شرک کرتے تو ان کے بھی سب اعمال برباد ہو جاتے۔"

دین اسلام کی بنیاد دو اصولوں پر ہے۔ ایک یہ کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کی جائے دوسرا یہ کہ عبادت' اللہ کے رسول حضرت محمد ﷺ کی شریعت کے مطابق کی جائے اور اس شہادت " لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰهِ " کا بھی یہی معنی ہے۔ لہٰذا جو شخص مُردوں کو پکارے خواہ ان کی حیثیت کچھ بھی ہو' یا بتوں' درختوں' پتھروں اور ان کے علاوہ مخلوقات میں سے کسی کو پکارے' ان سے فریاد کرے' قربانیوں اور نذرانوں کے ذریعے تقرب چاہے' ان کے لئے سجدہ کرے تو بلاشبہ اس نے اللہ کے سوا انہیں رب بنا لیا اور اللہ سبحانہ کا شریک ٹھہرایا۔ یہ پہلے اصول کے برعکس اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے معنی کے منافی ہے۔ جیسے کوئی شخص دین میں کوئی نیا کام کرے جو کتاب اللہ سے ثابت ہے نہ سنت رسول اللہ سے' تو اس پر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (ﷺ) کی شہادت کے معنی متحقق نہیں ہوئے۔

<u>بدعت کی تباہی</u>: بدعی امور کی اللہ کے ہاں کچھ بھی حیثیت نہیں خواہ وہ ظاہری طور پر کتنے ہی اچھے معلوم ہوتے ہوں اور انہیں بجالانے میں کتنی ہی مشقت کیوں نہ برداشت کی گئی ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَقَدِمْنَآ إِلَىٰ مَا عَمِلُوا۟ مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَٰهُ هَبَآءً مَّنثُورًا ﴿٢٣﴾ ﴾

(الفرقان ۲۵/ ۲۳)

"اور جو کچھ بھی ان کا کیا دھرا ہے اسے لے کر ہم غبار کی طرح اڑا دیں

گے۔"

یہ اعمال اس شخص کے ہوں گے جو اللہ عزوجل کے ساتھ شرک کی حالت میں مرا ہو' یا اس کے اعمال ایسی بدعات و خرافات پر مشتمل ہوں جن کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی' وہ قیامت کے دن اڑتا ہوا غبار بن جائیں گے کیونکہ یہ اعمال شریعت مطہرہ کے موافق نہ تھے۔

جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ أَحْدَثَ فِيْ أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوْ رَدٌّ»(صحيح بخاري، كتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا علي صلح جور فالصلح مردود، ح:٢٦٩٧، وصحيح مسلم، كتاب الاقضية، باب نقض الاحكام الباطلة . . .، ح:١٧١٨)

"جس نے ہمارے اس دین (اسلام) میں کوئی ایسی نئی بات ایجاد کی جو اس میں نہ تھی تو وہ (بات) مردود ہے۔"

یہ مراسلہ نگار اپنی فریاد اور دعا کے لئے رسول اللہ ﷺ کی طرف متوجہ ہوا اور رب العالمین سے اعراض کیا جس کے قبضۂ قدرت میں مدد' نفع اور نقصان ہے جو کسی دوسرے کے اختیار میں نہیں۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ بہت بڑا ظلم اور شرک اکبر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے صرف اپنے سے دعا کرنے کا حکم دیا اور یہ وعدہ کیا ہے کہ جو اسے پکارے گا' وہ اس کی دعا قبول فرمائے گا۔

اور یہ وعید بھی سنا دی کہ جو شخص اس بات (دعا) سے تکبر کرے گا تو وہ (اللہ تعالیٰ) اسے جہنم میں داخل کرے گا۔

دعا نہ مانگنا' تکبر ہے: ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَقَالَ رَبُّكُمُ ٱدْعُونِىٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ ٱلَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِى سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ ﴿٦٠﴾ ﴾

(المؤمن ٤٠/ ٦٠)

"تمہارے پروردگار نے فرمایا مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ بلاشبہ جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں وہ ذلیل و خوار ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔"

اس آیت میں " دَاخِرِيْنَ " کا معنی ہے "بہت ذلیل۔" یہ آیت کریمہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ دعا ہی عبادت ہے' نیز اس بات پر بھی کہ جو شخص اس سے تکبر کرے اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔ یہ تو اس شخص کا حال ہے جو اللہ سے دعا کرنے سے اعراض (تکبر) کرے۔ اب جو شخص دعا ہی کسی دوسرے سے کرے اور اللہ سے اعراض کرے اس کا کیا حال ہو گا؟ جبکہ اللہ تعالیٰ قریب' دعا قبول کرنے والا' ہر چیز کا مالک اور ہر چیز پر قادر ہے۔

اللہ دعاؤں کو سنتا اور قبول کرتا ہے: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِى عَنِّى فَإِنِّى قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ ٱلدَّاعِ

إِذَا دَعَانِۖ فَلْيَسْتَجِيبُوا۟ لِى وَلْيُؤْمِنُوا۟ بِى لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ﴿١٨٦﴾ (البقرة٢/ ١٨٦)

"جب میرے بندے آپ سے میرے متعلق پوچھیں تو انہیں بتلا دیجئے کہ میں قریب ہی ہوں۔ جب بھی مجھے کوئی پکارنے والا پکارتا ہے تو میں اس کی پکار کا جواب دیتا ہوں' لہٰذا انہیں چاہیئے کہ وہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ راہ ہدایت پر آئیں۔"

دعا عبادت ہے جو اللہ کا حق ہے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ» (جامع الترمذي، كتاب تفسير القرآن، باب ومن سورة البقرة، ح:٢٩٦٩)

"دعا ہی عبادت ہے۔"

اور آپ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا:

«اِحْفَظِ اللهَ يَحْفَظْكَ، اِحْفَظِ اللهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ، إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللهَ، وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللهِ»(جامع الترمذي، كتاب صفة القيامة، باب حديث حنظلة . . ، ح:٢٥١٦)

"اللہ (کے حقوق) کی حفاظت کر' اللہ تیری حفاظت فرمائے گا۔ اللہ (کے احکام) کی حفاظت کر تو اس کو سامنے پائے گا۔ جب تو (کسی چیز کا) سوال کرے تو اللہ سے سوال کر۔ اور جب تو (کسی معاملے میں) مدد مانگے' تو اللہ

سے مدد مانگ۔"

غیر اللہ سے دعا کا انجام: رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

«مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَدْعُوْ لِلّٰهِ نِدًّا دَخَلَ النَّارَ» (صحيح بخاري، كتاب التفسير، باب ومن الناس من يتخذ من دون الله . . .، ح: ٤٤٩٧)

"جو شخص اس حال میں فوت ہوا کہ اللہ کے ساتھ کسی (اور) کو (بھی) شریک بنا کر پکارتا تھا تو وہ دوزخ میں داخل ہو گا۔"

ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا "سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟" تو آپ نے فرمایا:

«أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ» (صحيح بخاري، كتاب الادب، باب قتل الولد خشية أن يأكل معه، ح: ٦٠٠١ ـ ٤٤٧٧ كتاب التفسير)

"کہ تو کسی کو اللہ کا شریک بنائے حالانکہ اس نے تجھے پیدا کیا ہے۔"

"نِدٌّ" کا معنی "نظیر اور مثیل" ہے۔ لہٰذا جو شخص اللہ کے سوا کسی اور کو پکارے' اس سے فریاد کرے' اسے نذرانہ پیش کرے' اس کے لئے قربانی کرے یا ان کے علاوہ عبادت کی کوئی بھی قسم اس کے لئے بجالائے تو وہ اس کو اللہ تعالیٰ کا مدمقابل ٹھہراتا ہے۔ اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جسے شریک بنایا جا رہا ہے وہ کوئی نبی' ولی' فرشتہ' جن' بت' یا مخلوقات میں سے کوئی چیز ہو۔ شرک کی قباحت ایک ہی ہے یعنی حرام ہے۔ البتہ کسی زندہ

حاضر شخص سے کسی ایسی چیز کا سوال کرنا یا اس سے مدد چاہنا جس کے ظاہری اسباب موجود ہوں اور وہ اس پر قادر بھی ہو تو یہ شرک نہیں بلکہ یہ تو عام سی بات ہے جو انسانوں کے معمولات میں سے ہے' جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ فَٱسْتَغَٰثَهُ ٱلَّذِى مِن شِيعَتِهِۦ عَلَى ٱلَّذِى مِنْ عَدُوِّهِۦ ﴾
(القصص ۲۸/ ۱۵)

"تو جو شخص موسیٰ علیہ السلام کے گروہ سے تھا' اس نے اپنے دشمن فریق کے آدمی پر موسیٰ علیہ السلام سے فریاد طلب کی۔"

جیسے انسان جنگ وغیرہ میں اپنے ساتھیوں سے ایسے امور پر تعاون حاصل کرتا ہے جو لوگوں کو پیش آتے ہیں اور وہ ایک دوسرے کی مدد کے محتاج ہوتے ہیں۔

نفع اور نقصان کا مالک' صرف اللہ تعالیٰ: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت محمد ﷺ کو یہ حکم دیا کہ لوگوں تک یہ بات پہنچا دیں کہ وہ کسی کے نفع اور نقصان کے مالک نہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ قُلْ إِنَّمَآ أَدْعُوا۟ رَبِّى وَلَآ أُشْرِكُ بِهِۦٓ أَحَدًا ﴿٢٠﴾ قُلْ إِنِّى لَآ أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا رَشَدًا ﴿٢١﴾ ﴾ (الجن ۷۲/ ۲۰-۲۱)

"آپ کہہ دیجئے کہ میں صرف اپنے پروردگار کو پکارتا ہوں اور کسی کو اس کا شریک نہیں بناتا۔ آپ کہہ دیجئے کہ میں تمہارے نقصان کا مالک ہوں

نہ بھلائی کا۔"

نیز فرمایا:

﴿ قُل لَّآ أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَآءَ ٱللَّهُ ۚ وَلَوْ كُنتُ أَعْلَمُ ٱلْغَيْبَ لَٱسْتَكْثَرْتُ مِنَ ٱلْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ ٱلسُّوٓءُ ۚ إِنْ أَنَا۠ إِلَّا نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿١٨٨﴾ ﴾ (الأعراف ۷/ ۱۸۸)

"(اے نبی! ان سے) کہو کہ میں اپنی ذات کے لئے کسی نفع اور نقصان کا اختیار نہیں رکھتا' اللہ ہی جو کچھ چاہتا ہے وہ ہوتا ہے۔ اور اگر مجھے غیب کا علم ہوتا تو میں اپنے لئے بہت سے فائدے حاصل کر لیتا اور مجھے کبھی کوئی نقصان نہ پہنچتا۔ میں تو محض ان لوگوں کو خبردار کرنے اور خوش خبری سنانے والا ہوں جو ایمان لاتے ہیں۔"

اس مضمون کی بہت سی آیات ہیں۔ رسول اللہ ﷺ اپنے پروردگار کے سوا کسی کو پکارتے نہ کسی سے فریاد کرتے تھے۔ آپ نے بدر کے دن اللہ ہی سے فریاد کی اور دشمن کے مقابلہ میں مدد چاہی اور اس معاملہ میں بہت گریہ زاری کی۔ آپ فرماتے تھے۔

"اے میرے پروردگار! جو آپ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے وہ پورا فرمائیے۔"

تاآنکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہنے لگے "اے اللہ کے رسول! اللہ آپ کو کافی ہے' اس نے آپ سے جو وعدہ کیا ہے وہ پورا کرے گا۔"

<u>اللہ کی مدد باعث مسرت و اطمینان ہے</u>: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَٱسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُم بِأَلْفٍ مِّنَ ٱلْمَلَٰٓئِكَةِ مُرْدِفِينَ ﴿٩﴾ وَمَا جَعَلَهُ ٱللَّهُ إِلَّا بُشْرَىٰ وَلِتَطْمَئِنَّ بِهِۦ قُلُوبُكُمْ ۚ وَمَا ٱلنَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِندِ ٱللَّهِ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿١٠﴾ ﴾ (الأنفال٨/ ٩_١٠)

"جب تم اپنے پروردگار سے فریاد کر رہے تھے تو اس نے تمہاری فریاد قبول کرتے ہوئے جواب دیا کہ میں تمہاری' پے در پے آنے والے' ایک ہزار فرشتوں سے مدد کروں گا۔ اور اللہ نے یہ کام صرف خوشخبری اور تمہارے دلوں کو تسلی دینے کے لئے کیا اور مدد تو اللہ ہی کے پاس سے ہے۔ بلاشبہ اللہ غالب خوب حکمت والا ہے۔"

ان آیات میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ان کے استغاثہ کا ذکر کر کے بتلایا ہے کہ اس نے فرشتوں کو بھیج کر ان کی فریاد کو قبول فرمایا۔ یہ وضاحت بھی فرمائی کہ یہ امداد فرشتوں کی طرف سے نہ تھی بلکہ یہ امداد اللہ تعالیٰ کی طرف سے فتح کی خوشخبری اور ان کے دلوں کو مطمئن کرنے کی غرض سے تھی۔ اس کی مزید وضاحت کے لئے فرمایا:

﴿ وَمَا ٱلنَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِندِ ٱللَّهِ ۚ ﴾ (الأنفال٨/ ١٠)

"مدد صرف اللہ ہی کی طرف سے تھی۔"

نیز فرمایا:

﴿ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ ٱللَّهُ بِبَدْرٍ وَأَنتُمْ أَذِلَّةٌ ۖ فَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿١٢٣﴾ ﴾ (آل عمران۳/ ۱۲۳)

"اور اللہ نے بدر کے مقام پر تمہاری مدد کی جب کہ تم کمزور تھے' لہٰذا اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم شکر کرو۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے وضاحت فرمائی ہے کہ بدر کے دن اللہ ہی ان کا مددگار تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو اسلحہ' قوت اور فرشتوں نے جو مدد دی تھی' یہ سب کچھ خوشخبری اور اطمینان کے اسباب تھے' بذات خود مدد نہ تھے۔ بلکہ مدد تو صرف اللہ ہی کی طرف سے تھی۔ اس مراسلہ نگار یا کسی دوسرے کے لئے یہ کیسے جائز ہو سکتا ہے کہ وہ اپنی فریاد اور مدد کے لئے نبی کریم ﷺ کی طرف متوجہ ہو اور اللہ رب العالمین سے اعراض کرے جو ہر چیز کا مالک اور ہر چیز پر قادر ہے۔

بلاشبہ یہ بدترین جہالت اور بہت بڑا شرک ہے۔ لہٰذا اس مراسلہ نگار پر واجب ہے کہ وہ اللہ سبحانہ کے حضور سچی توبہ کرے۔ جس کی صورت یہ ہے کہ اس سے جو گناہ سرزد ہوئے ہیں ان پر نادم ہو اور اللہ تعالیٰ کو قادر مطلق سمجھتے ہوئے' خالص اسی کا بندۂ موحد بن کر' اس کے حکم کو بجالاتے ہوئے اور اس کی نہی سے بچتے ہوئے آئندہ کبھی بھی ایسا کام نہ کرنے کا پختہ عہد کرے۔ یہی سچی

توبہ ہے۔ اور معاملہ اگر مخلوق کے حق کا ہو تو توبہ میں ایک چوتھی بات بھی ضروری ہے کہ مستحق کو اس کا حق واپس کرے یا اس سے یہ حق معاف کروائے۔ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو توبہ کرنے کا حکم دیا ہے اور ان سے توبہ قبول کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔

توبہ گناہوں کو مٹا دیتی ہے: ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَتُوبُوٓا۟ إِلَى ٱللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ ٱلْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٣١﴾ ﴾

(النور ٢٤/ ٣١)

"اے مومنو! تم سب کے سب اللہ کے حضور توبہ کرو۔ تاکہ تم فلاح پاؤ۔"

نیز فرمایا:

﴿ أَفَلَا يَتُوبُونَ إِلَى ٱللَّهِ وَيَسْتَغْفِرُونَهُۥ ۚ وَٱللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٧٤﴾ ﴾ (المائدة٥/ ٧٤)

"پھر کیا وہ اللہ کی طرف رجوع (توبہ) نہیں کرتے اور اس سے بخشش نہیں مانگتے؟ اور اللہ بہت بخشنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ وَٱلَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ ٱللَّهِ إِلَٰهًا ءَاخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ ٱلنَّفْسَ ٱلَّتِى حَرَّمَ ٱللَّهُ إِلَّا بِٱلْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ يَلْقَ

أَثَامًا ﴿٦٨﴾ يُضَٰعَفْ لَهُ ٱلْعَذَابُ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيهِۦ مُهَانًا ﴿٦٩﴾ إِلَّا مَن تَابَ وَءَامَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَٰلِحًا فَأُوْلَٰٓئِكَ يُبَدِّلُ ٱللَّهُ سَيِّـَٔاتِهِمْ حَسَنَٰتٍ ۗ وَكَانَ ٱللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿٧٠﴾﴾ (الفرقان۲۵/ ٦٨۔٧٠)

"اور جو لوگ اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے' اور نہ کسی ایسی جان کو قتل کرتے ہیں جسے قتل کرنا اللہ نے منع کر دیا ہو' مگر وہ جو حق کے ساتھ ہو اور نہ وہ زنا کرتے ہیں۔ اور جو شخص یہ کام کرے اسے اس کے گناہ کا بدلہ مل کے رہے گا۔ قیامت کے دن اس کے لئے عذاب دوگنا کیا جائے گا۔ وہ ذلیل ہو کر ہمیشہ اس میں رہے گا' مگر جو شخص توبہ کرے' ایمان لائے اور اچھے کام کرے تو اللہ ایسے لوگوں کی برائیوں کو نیکیوں میں بدل دے گا اور اللہ بہت بخشنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے۔"

اور یہ خوشخبری بھی سنائی:

﴿ وَهُوَ ٱلَّذِى يَقْبَلُ ٱلتَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِۦ وَيَعْفُواْ عَنِ ٱلسَّيِّـَٔاتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ﴿٢٥﴾﴾ (الشوریٰ۴۲/ ۲۵)

"وہی تو ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا اور برائیاں معاف کر دیتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اسے وہ جانتا ہے۔"

نبی کریم ﷺ سے صحیح حدیث میں ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا:

«اَلإِسْلَامُ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ وَالتَّوْبَةُ تَجُبُّ مَا كَانَ قَبْلَهَا»

''اسلام (حالت کفر کے) تمام گناہوں کو منہدم کر دیتا ہے اور توبہ سابقہ گناہوں کو ختم کر دیتی ہے۔''

شرک کے بہت بڑا گناہ ہونے' اس تحریر (جس کا جواب دیا جا رہا ہے) سے پیدا ہونے والے دھوکہ کے خوف' اللہ اور اس کے بندوں سے خیر خواہی کے جذبہ کی وجہ سے میں نے یہ مختصر مگر جامع رسالہ تصنیف کیا ہے اور میں اللہ عزوجل سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اسے مفید بنائے۔ ہمارے اور سب مسلمانوں کے احوال کو درست کرے اور دین کی سمجھ عطا فرما کر ہم سب پر احسان فرمائے ہمیں اس پر ثابت قدم رکھے۔ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو نفس کی برائیوں اور بداعمالیوں سے اپنی پناہ میں رکھے۔ وہ اس بات کا کارساز اور اس پر قادر ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ وَ بَارَكَ عَلٰى عَبْدِهٖ وَرَسُوْلِهٖ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَصَحْبِهٖ۔

جنات سے استغاثہ اور نذر و نیاز کا حکم

یہ رسالہ ہر اس مسلمان کی طرف ہے جو اسے پڑھے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور تمام مسلمانوں کو اپنے دین پر ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ وبرکاتہ

امابعد! بعض بھائیوں نے مجھ سے کچھ ایسے امور کے متعلق دریافت کیا ہے جنہیں بعض لوگ لاعلمی کی بنا پر کرتے ہیں۔

جس طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے علاوہ دوسروں کو پکارنا اور مشکل اوقات میں ان سے معاونت چاہنا' جنات کو پکارنا' ان سے فریاد کرنا' ان کے لئے نذریں اور قربانی دینا اور اسی طرح کے دوسرے کام کرنا جن میں سے ایک کام یہ ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں ((يَا سَبْعَةُ خُذُوْهُ)) جس سے ان کی مراد "جنات کے سات رئیس" ہیں۔ یعنی اے سات سردارو! یہ کام کرو' اس کی ہڈیاں توڑ دو' اس کا خون پی لو' اس کا بہروپ بھرو بعض لوگ اس طرح کہتے ہیں:

«يَاجِنَّ الظَّهِيْرَةِ يَا جِنَّ الْعَصْرِ»

"اے وقت ظہر کے جن! اور اے وقت عصر کے جن! فلاں کو پکڑ لو"

یہ بات بعض جنوبی ممالک میں پائی جاتی ہے' اور جو باتیں اس معاملہ سے

متشابہ ہیں وہ ہے مُردوں کو پکارنا' خواہ وہ انبیاء ہوں یا صالحین۔ فرشتوں کو پکارنا اور ان سے فریاد کرنا۔ یہ اور ان جیسے دوسرے کام اکثر ایسے ممالک میں واقع ہو رہے ہیں جہاں جہالت ہے۔ ایسی پکار (مدد) کے سلسلہ میں بسااوقات بعض لوگ آرام سے یہ بات کہہ دیتے ہیں کہ ایسے اقوال ہماری زبانوں پر چڑھے ہوئے ہیں۔ ہم ان کا قصد کرتے ہیں نہ ایسا عقیدہ ہی رکھتے ہیں۔

مجھ سے یہ بھی پوچھا گیا ہے کہ جو لوگ ان اعمال میں مصروف ہوں ان سے رشتہ کرنے 'کرانے' ان کی قربانی' ان پر نماز جنازہ پڑھنے اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ اور جو لوگ غیب کی خبریں بتلانے والے لوگوں کی تصدیق کرتے ہیں' جیسے کوئی شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ محض مریض کے کپڑوں (پگڑی' پاجامہ اور دوپٹہ وغیرہ) کو دیکھ کر ہی مرض اور اس کے اسباب کا پتہ لگا سکتا ہے' ایسے لوگوں کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

جواب : تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور صلوٰۃ و سلام ہو اس ہستی پر جن کے بعد کوئی نبی نہیں' آپ کی آل' اصحاب اور ان سب لوگوں پر جو قیامت تک ان کی راہ پر چلیں۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے تمام مخلوقات میں سے جنات اور انسانوں کو صرف اس لئے پیدا کیا کہ وہ اس کی عبادت کریں' صرف اسی سے دعا اور فریاد کریں۔ قربانی' نذرونیاز اور باقی سب عبادات اسی کے لئے بجالائیں۔ اسی غرض سے اللہ نے رسول بھیجے اور انہیں ان ہی باتوں کا حکم دیا۔ نیز آسمانی کتابیں نازل فرمائیں

جن میں سب سے بڑی کتاب قرآن کریم ہے۔ جو اسی چیز کی وضاحت کرتی' اس کی طرف دعوت دیتی اور لوگوں کو اللہ کے ساتھ شرک اور غیر اللہ کی عبادت سے منع کرتی ہے۔ یہی بات اصل الاصول اور دین و ملت کی اساس اور لَآاِلٰهَ اِلَّااللّٰه کی شہادت کا مفہوم ہے' جس کا معنی یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ گویا یہ کلمہ' غیراللہ کی الوہیت کی نفی کرتا اور باقی سب مخلوقات کو چھوڑ کر صرف ایک اللہ کی عبادت کو ثابت کرتا ہے (اور یہی اللہ کی عبادت ہے) اور کتاب و سنت سے اس پر بے شمار دلائل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَمَا خَلَقْتُ ٱلْجِنَّ وَٱلْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿٥٦﴾ ﴾ (الذاریات ۵۱/ ۵٦)

"میں نے جنات اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت ہی کیلئے پیدا کیا ہے۔"

دوسری جگہ فرمایا:

﴿ ۞ وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوٓا۟ إِلَّآ إِيَّاهُ ﴾ (بني اسرائيل ۱۷/ ۲۳)

"تمہارے پروردگار نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ تم صرف اسی کی عبادت کرو۔"

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَآ أُمِرُوٓا۟ إِلَّا لِيَعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ ﴾ (البينة ۹۸/ ۵)

"اور انہیں حکم تو یہی دیا گیا تھا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں اسی کے لیے دین (پکار) کو خالص رکھیں۔"

نیز فرمایا:

﴿ وَقَالَ رَبُّكُمُ ٱدْعُونِىٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ ٱلَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِى سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ ﴿٦٠﴾ ﴾

(المؤمن ٤٠/ ٦٠)

"تمہارے پروردگار نے فرمایا' مجھے پکارو میں تمہاری پکار کو قبول کروں گا۔ جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں وہ عن قریب ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔"

اور مزید یہ فرمایا:

﴿ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِى عَنِّى فَإِنِّى قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ ٱلدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۖ فَلْيَسْتَجِيبُوا۟ لِى وَلْيُؤْمِنُوا۟ بِى لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ﴿١٨٦﴾ ﴾ (البقرة٢/ ١٨٦)

"جب میرے بندے آپ سے میرے متعلق پوچھیں تو آپ کہہ دیجئے کہ میں قریب ہوں۔ جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی پکار کو قبول کرتا ہوں۔ للذا انہیں چاہیئے کہ میری دعوت پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں شائد کہ وہ راہ راست پالیں۔"

ان آیات میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ وضاحت فرمائی ہے کہ اس نے جنات اور انسانوں کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے اور یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کی جائے۔

اللہ سبحانہ نے قرآن کی محکم آیات اور اپنے رسول ﷺ کے ارشادات کے ذریعے اپنے بندوں کو یہ تاکیدی حکم دیا ہے کہ وہ اپنے پروردگار کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کریں اور یہ بھی وضاحت فرما دی کہ دعا بہت بڑی عبادت ہے' جو اس سے اعراض کرے گا آگ میں داخل ہو گا' اور اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حکم دیا کہ وہ صرف اسی کو پکاریں اور بتلایا کہ وہ قریب ہے۔ ان کی دعاؤں' التجاؤں کو سن کر حاجتیں پوری کرتا ہے' لہٰذا تمام بندوں پر واجب ہے کہ صرف اسی کو پکاریں کیونکہ دعا اور فریاد عبادت کی ان اقسام میں سے ہے جس کے لئے انہیں پیدا کیا گیا اور اسی کا حکم دیا گیا۔

سب کچھ اللہ کے لئے: حکم ربانی ہے:

﴿ قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٦٢﴾ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ ﴿١٦٣﴾﴾ (الأنعام٦/ ١٦٢-١٦٣)

"(اے نبی ﷺ!) کہہ دیجئے بے شک میری نماز' میری قربانی' میری زندگی اور میری موت سب کچھ اللہ رب العالمین کیلئے ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں پہلا فرمانبردار ہوں۔"

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بتلا دیں کہ میری نماز' میری قربانی' میری زندگی اور میری موت' سب کچھ اس اللہ رب العالمین کے لئے ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔ یعنی جس نے غیر اللہ کے لئے قربانی کی اس

نے اللہ کے ساتھ ایسے ہی شرک کیا جیسے غیراللہ کے لئے نماز ادا کی۔ اس لئے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نماز اور قربانی کا اکٹھا ذکر کیا اور یہ بتلا دیا کہ یہ دونوں چیزیں صرف اللہ ہی کے لئے ہیں جس کا کوئی شریک نہیں۔ لہٰذا جس شخص نے غیراللہ مثلاً جنات' فرشتوں' مُردوں یا کسی دوسرے کے لئے قربانی کی تاکہ وہ اس کے ذریعے ان کا قرب حاصل کرے وہ ایسے ہی ہے جیسے اس نے غیراللہ کے لئے نماز پڑھی اور صحیح حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ»(صحيح مسلم، كتاب الاضاحي، باب تحريم الذبح بغير الله تعالي ولعن فاعله، ح: ٥١٢٥)

"اس شخص پر اللہ کی لعنت ہو جو غیراللہ کے لئے قربانی کرے۔"

امام احمد نے کتاب الزھد میں حسن سند کے ساتھ طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے' وہ کہتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

"دو آدمی ایک ایسی قوم پر گزرے جن کا ایک بت تھا۔ ان کا یہ دستور تھا کہ جب تک کوئی راہ گیر یا مسافر اس بت کے لئے کسی چیز کی قربانی نہ دیتا وہ اسے گزرنے نہیں دیتے تھے۔ انہوں نے ان دونوں میں سے ایک سے کہا' کچھ قربانی کر۔ اس نے جواب دیا' میرے پاس قربانی کرنے کو کوئی چیز نہیں۔ انہوں نے کہا کہ قربانی دو' خواہ ایک مکھی کی ہو' چنانچہ اس نے مکھی کی قربانی دی تو ان لوگوں نے اس کا راستہ چھوڑ دیا اور یہ شخص جہنم میں داخل ہوا۔ پھر انہوں نے

دوسرے سے بھی کہا کہ قربانی کر۔ وہ کہنے لگا' میں تو اللہ عزوجل کے علاوہ کسی کے لئے کچھ بھی قربانی نہیں دوں گا۔ چنانچہ انہوں نے اس کی گردن اڑا دی اور یہ شخص جنت میں داخل ہوا۔

دیکھئے! اگر ایک شخص بت کے تقرب کے لئے مکھی جیسی حقیر چیز کی قربانی دینے سے ایسا مشرک ہو جاتا ہے کہ دوزخ میں داخل ہونے کا مستحق قرار پائے تو اس شخص کا کیا حال ہو گا جو جنات' فرشتوں اور اولیاء کو پکارتا ہو۔ ان سے فریاد کرتا ہو اور ان سے تقرب کے لئے اس امید پر قربانی کرتا ہو کہ وہ اس کے مال کی حفاظت کریں گے یا اس کے مریض کو شفا دیں گے یا اس کے جانور اور کھیتی کو سلامت رکھیں گے۔ یا یہ کام جنات کے شر وغیرہ سے ڈرتے ہوئے کرتا ہو تو یہ شخص اور اس طرح کے دوسرے لوگ اس شخص کی نسبت (جس نے بت کے لئے مکھی کی قربانی دی تھی) مشرک ہونے یا دوزخ میں داخل ہونے کے بدرجہ اولیٰ مستحق ہیں۔

وسیلے سے قرب الٰہی کی حقیقت: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ إِنَّآ أَنزَلْنَآ إِلَيْكَ ٱلْكِتَٰبَ بِٱلْحَقِّ فَٱعْبُدِ ٱللَّهَ مُخْلِصًا لَّهُ ٱلدِّينَ ﴿٢﴾ أَلَا لِلَّهِ ٱلدِّينُ ٱلْخَالِصُ ۚ وَٱلَّذِينَ ٱتَّخَذُوا۟ مِن دُونِهِۦٓ أَوْلِيَآءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَآ إِلَى ٱللَّهِ زُلْفَىٰٓ إِنَّ ٱللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِى مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَهْدِى مَنْ هُوَ

كَذِبٌ كَفَّارٌ ﴿٣﴾ (الزمر ۳۹/ ۲-۳)

"لہٰذا تم اللہ ہی کی بندگی کرو' دین (پکار) کو اسی کے لئے خالص کرتے ہوئے۔ آگاہ رہو! دین خالص اللہ کا حق ہے۔ رہے وہ لوگ جنہوں نے اس کے سوا دوسرے کارساز بنا رکھے ہیں (اور اپنے اس فعل کی توجیہ یہ کرتے ہیں کہ) ہم تو ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ وہ اللہ تک ہماری رسائی کرا دیں' اللہ یقیناً ان کے درمیان ان تمام باتوں کا فیصلہ کر دے گا جن میں وہ اختلاف کر رہے ہیں۔ اللہ کسی ایسے شخص کو ہدایت نہیں دیتا جو جھوٹا اور منکر حق ہو۔"

دوسری جگہ اس سے بھی زیادہ وضاحت فرمائی۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿ وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَٰٓؤُلَآءِ شُفَعَٰٓؤُنَا عِندَ ٱللَّهِ ۚ قُلْ أَتُنَبِّـُٔونَ ٱللَّهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَلَا فِى ٱلْأَرْضِ ۚ سُبْحَٰنَهُۥ وَتَعَٰلَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿١٨﴾ ﴾

(یونس ۱۰/ ۱۸)

"یہ لوگ اللہ کے سوا ان کی پرستش کر رہے ہیں جو ان کو نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ نفع' اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔ اے نبی! ان سے کہو کیا تم اللہ کو اس بات کی خبر دیتے ہو جسے وہ آسمانوں میں جانتا ہے نہ زمین میں؟ پاک ہے وہ اور بالا و برتر ہے اس شرک سے جو یہ لوگ

کرتے ہیں۔"

ان دو آیات میں اللہ تعالیٰ نے یہ بتلا دیا ہے کہ مشرکوں نے اللہ کو چھوڑ کر مخلوق میں سے دوسروں کو کارساز بنا رکھا ہے جو ان کی دعا' خوف' امید' نذر اور قربانی وغیرہ کے ذریعے عبادت کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ یہ انہیں اللہ کے نزدیک کر سکتے ہیں اور اس کے ہاں ان کی سفارش کر سکتے ہیں تو اللہ سبحانہ نے انہیں جھوٹا قرار دیا اور ان کے اس باطل عقیدے کی وضاحت فرمائی اور انہیں جھوٹے' کفار اور مشرکین کا نام دیا' نیز اپنی ذات کو ان کے شرک سے منزہ فرمایا اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ سُبۡحَـٰنَهُۥ وَتَعَـٰلَىٰ عَمَّا يُشۡرِكُونَ ﴿١٨﴾ ﴾ (یونس ۱۰/۱۸)

"اللہ تعالیٰ پاک ہے اور بالا و برتر ہے اس شرک سے جو یہ کرتے ہیں۔"

اس سے ثابت ہوا کہ جو شخص کسی فرشتہ' نبی' جن' درخت یا پتھر کو کارساز سمجھتا اور اسے اللہ کے ساتھ پکارتا ہے' اس سے فریاد کرتا اور نذر و نیاز کے ذریعے اس کا تقرب چاہتا ہے' اللہ کے ہاں اس کی شفاعت اور تقرب کی امید رکھتا ہے یا مریض کی شفا' مال کی حفاظت' یا ایسی ہی کوئی دوسری امید رکھتا ہے وہ اس بڑے شرک اور سخت مصیبت میں مبتلا ہو گیا۔

شرک ناقابل معافی جرم: فرمان الٰہی ہے:

﴿ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَغۡفِرُ أَن يُشۡرَكَ بِهِۦ وَيَغۡفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن

يَشَآءُ ۚ وَمَن يُشْرِكْ بِٱللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَٰلًۢا بَعِيدًا ﴿١١٦﴾

(النساء٤/ ١١٦)

''اللہ اس بات کو نہیں بخشے گا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے۔ وہ باقی گناہ' جسے چاہے بخش دے گا اور جس شخص نے اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرایا تو یقیناوہ دور کی گمراہی میں جاپڑا۔''

نیز فرمایا:

﴿ إِنَّهُۥ مَن يُشْرِكْ بِٱللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ ٱللَّهُ عَلَيْهِ ٱلْجَنَّةَ وَمَأْوَىٰهُ ٱلنَّارُ ۖ وَمَا لِلظَّٰلِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ ﴿٧٢﴾ ﴾ (المائدة٥/ ٧٢)

''جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے۔ تو یقیناً اللہ نے اس پر جنت کو حرام کر دیا۔ اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔''

نبی ﷺ کی شفاعت کا مستحق: شفاعت تو قیامت کے دن صرف اہل توحید و اخلاص کو نصیب ہو گی' اہل شرک کو نہیں۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے اس شخص کو جواب دیا جس نے پوچھا تھا: اے اللہ کے رسول! آپ کی شفاعت کا سب سے زیادہ حق دار کون ہو گا؟ تو آپ نے فرمایا:

«مَنْ قَالَ لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ خَالِصًا مِّنْ قَلْبِهِ»(صحيح بخاري، كتاب العلم، باب الحرص على الحديث، ح: ٩٩، ومسند احمد، ٢/ ٣٧٣)

"جس نے خلوص دل سے لاالہ الا اللہ کا اقرار کیا۔"

نیز آپ نے فرمایا:

«لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُّسْتَجَابَةٌ، فَتَعَجَّلَ كُلُّ نَبِيٍّ دَعْوَتَهُ، وَإِنِّيْ اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِيْ شَفَاعَةً لِأُمَّتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَهِيَ نَائِلَةٌ، إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِيْ لاَ يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا»

(صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب اختيار النبي ﷺ دعوة الشفاعة لامته، ح:١٩٩، ومسند احمد ٢/ ٢٧٥)

"ہر نبی کے لئے ایک دعائے مستجاب ہے اور ہر نبی اپنی اپنی دعا کر چکا۔ میں نے یہ دعا روز قیامت اپنی امت کی شفاعت کے لئے محفوظ کر رکھی ہے۔ اگر اللہ نے چاہا تو یہ دعا میری امت کے ہر اس شخص کو پہنچے گی جو اس حال میں مرا کہ اس نے اللہ کے ساتھ شرک نہ کیا ہو۔"

پہلے مشرکین یہ ایمان رکھتے تھے کہ اللہ ہی ان کا پروردگار اور خالق و رازق ہے۔ البتہ انہوں نے انبیاء' اولیاء' فرشتوں' درختوں اور پتھروں سے امید وابستہ کر رکھی تھی کہ وہ اللہ کے ہاں ان کی سفارش کریں گے اور اللہ کے قریب کر دیں گے جیسا کہ پہلی آیات میں یہ مضمون گزر چکا ہے۔ لیکن ان کا یہ عذر اللہ تعالیٰ قطعاً قبول نہیں کرے گا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عظیم میں ان پر گرفت فرمائی اور انہیں' کفار اور مشرکین کا نام دیا اور ان کے اس باطل گمان

کو جھوٹا قرار دیا کہ ان کے یہ معبود ان کی شفاعت کریں گے اور انہیں اللہ کے قریب کر دیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسی شرک کی وجہ سے ان لوگوں سے متعدد غزوات لڑیں تا آنکہ عبادت کو عملاً صرف اللہ ہی کے لئے خالص بنا دیا۔

مشرکین سے قتال: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَقَـٰتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ ٱلدِّينُ كُلُّهُۥ لِلَّهِ﴾ (الأنفال٨/ ٣٩)

"ان سے جنگ کرو یہاں تک کہ فتنہ (یعنی کفر و شرک) باقی نہ رہے اور دین پورے کا پورا اللہ ہی کے لئے ہو جائے۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوْا أَنْ لاَّ إِلٰهَ إِلاَّ اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ، وَيُقِيْمُوا الصَّلاَةَ، وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ، فَإِذَا فَعَلُوا ذٰلِكَ عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلاَّ بِحَقِّ الإِسْلاَمِ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللهِ» (صحيح بخاري، كتاب الايمان، باب فانْ تابوا وأماموا الصلوة واتوا الزكوة فخلوا سبيلكم، ح: ٢٥، صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب الامر بقتال الناس . . . ، ح: ٢٢)

"مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے جنگ کروں یہاں تک کہ وہ اس بات کی شہادت دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے

رسول ہیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں۔ پھر جب وہ یہ کام کرنے لگیں تو انہوں نے مجھ سے اپنے خون اور مال محفوظ کر لئے 'مگر جو کچھ اللہ کا حق ہو۔ اور ان کا حساب تو اللہ کے ذمہ ہے۔"

اور آپ ﷺ کا فرمان " حَتّٰی یَشْهَدُوْا اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ " کا معنی یہ ہے کہ وہ اللہ کے سوا ہر چیز کو چھوڑ کر عبادت کو اسی کے لئے خاص کریں تاکہ ان کے مال اور جان محفوظ رہ سکیں۔

جنات سے دوستی کے نتائج: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَأَنَّهُۥ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ ٱلْإِنسِ يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِّنَ ٱلْجِنِّ فَزَادُوهُمْ رَهَقًا ۝٦ ﴾ (الجن ٧٢/ ٦)

"یہ کہ کچھ لوگ بعض جنات کی پناہ لیا کرتے تھے جس سے ان کی سرکشی اور بڑھ گئی تھی۔"

جب جنات نے یہ دیکھا کہ انسان ان کی پناہ طلب کرتے ہیں تو وہ اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھنے لگے اور ان میں تکبر پیدا ہو گیا' اب وہ انسان کو مزید ڈرانے اور خوف زدہ کرنے لگے۔ یہاں تک کہ بہت سے لوگوں نے ان سے پناہ لینا شروع کر دی۔

اللہ کی پناہ طلب کرنا: اللہ تعالیٰ نے جنات کی پناہ مانگنے سے منع کیا اور حکم دیا کہ اللہ سبحانہ اور اس کے "کلمات تام" کی پناہ طلب کریں۔ اس بارے میں

اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ وَإِمَّا يَنزَغَنَّكَ مِنَ ٱلشَّيْطَٰنِ نَزْغٌ فَٱسْتَعِذْ بِٱللَّهِ ۚ إِنَّهُۥ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٠٠﴾ ﴾ (الأعراف٧/ ٢٠٠)

"اگر شیطان کی طرف سے تمہارے دل میں کسی قسم کا وسوسہ پیدا ہو تو اللہ سے پناہ مانگو' بلاشبہ وہ خوب سننے' جاننے والا ہے۔"

ارشاد ربانی ہے:

﴿ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ ٱلْفَلَقِ ﴿١﴾ ﴾ (الفلق١١٣/ ١)

"آپ کہیئے! میں صبح کے مالک کی پناہ مانگتا ہوں۔"

نیز فرمایا:

﴿ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ ٱلنَّاسِ ﴿١﴾ ﴾ (الناس١١٤/ ١)

"آپ کہیئے! میں لوگوں کے پروردگار کی پناہ مانگتا ہوں۔"

نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے کہ جو شخص کسی مقام پر پڑاؤ ڈالے تو یہ دعا پڑھے:

«أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ، لَمْ يَضُرُّهُ شَيْءٌ حَتّٰى يَرْتَحِلَ مِنْ مَنْزِلِهِ ذٰلِكَ»(صحيح مسلم، كتاب الزكر والدعاء، باب في التعوذ من سوء القضاء ودرك الشقاء وغيره، ح:٢٧٠٨)

"اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کے ذریعے' میں (اس کی) پناہ حاصل کرتا ہوں (ہر) اس چیز کے شر (برائی) سے جو اس نے پیدا کی ہے۔ تو اسے کوئی چیز

نقصان نہ پہنچائے گی یہاں تک کہ وہ اس مقام سے کوچ کر جائے۔"

جو شخص نجات کا طالب' اپنے دین کی حفاظت اور ہر قسم کے شرک سے سلامتی کی رغبت رکھتا ہو اسے سابقہ آیات اور احادیث سے یہ بات معلوم ہو جائے گی کہ مخلوقات میں سے مُردوں' فرشتوں اور جنات وغیرہ سے رشتہ جوڑنا' ان سے دعا کرنا اور پناہ طلب کرنا دور جاہلیت کے مشرکوں کے کام ہیں اور یہی باتیں اللہ کے ساتھ بدترین شرک ہیں۔ لہٰذا انہیں چھوڑنا' ان سے بچنا' ایک دوسرے کو یہ کام چھوڑنے کی وصیت کرنا اور جو شخص ایسے کام کرے' اس پر گرفت کرنا واجب ہے۔ اور جو شخص ایسے شرکیہ اعمال کی وجہ سے لوگوں میں مشہور ہو اس سے رشتہ کرنا' اس کا ذبیحہ کھانا' اس پر نماز جنازہ پڑھنا اور اس کے پیچھے نماز ادا کرنا جائز نہیں۔ یہاں تک کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حضور ان کاموں سے توبہ کا اعلان کرے اور دعا و عبادت کو اللہ کے لئے خالص کرے۔ اور دعا ہی عبادت ہے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ» (جامع الترمذي، كتاب تفسير، ح:٢٩٦٩)

"دعا ہی عبادت ہے۔"

مشرک پر مومن کی فوقیت: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَا تَنكِحُوا الْمُشْرِكَٰتِ حَتَّىٰ يُؤْمِنَّ ۚ وَلَأَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّن مُّشْرِكَةٍ وَلَوْ أَعْجَبَتْكُمْ ۗ وَلَا تُنكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يُؤْمِنُوا ۚ

وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّن مُّشْرِكٍ وَلَوْ أَعْجَبَكُمْ ۗ أُولَٰئِكَ يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ ۖ وَاللَّهُ يَدْعُوا إِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِإِذْنِهِ ۖ وَيُبَيِّنُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿٢٢١﴾ (البقرۃ ۲/ ۲۲۱)

''اور مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں' اور مومن لونڈی آزاد مشرکہ سے بہتر ہے خواہ وہ (مشرکہ) تمہیں بھلی ہی لگے اور مشرک مردوں سے نکاح نہ کرو یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں اور مومن غلام' مشرک آزاد سے بہتر ہے۔ اگرچہ وہ (مشرک) تمہیں بھلا ہی لگے۔ یہ لوگ دوزخ کی دعوت دیتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ جنت اور اپنے اذن (حکم) سے مغفرت کی طرف بلاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی آیات کی وضاحت کرتا ہے تاکہ وہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔''

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو مشرکہ عورتوں سے نکاح کرنے سے منع کر دیا یہاں تک کہ وہ خالصتاً اللہ کی عبادت کریں اور اس بارے میں جو کچھ نبی ﷺ نے فرمایا ہے اس کی تصدیق کریں اور اس کے راستہ کی اتباع کریں۔ اسی طرح مسلمان عورتوں سے مشرکوں کی شادی کو بھی حرام کر دیا یہاں تک کہ وہ خالصتاً اللہ کی عبادت کریں اور نبی ﷺ کی تصدیق و اتباع کریں۔ اللہ تعالیٰ کا بھی فرمان ہے کہ مومن لونڈی آزاد مشرکہ سے بہتر ہے۔ اگرچہ وہ (مشرکہ) اپنے حسن و جمال اور انداز تکلم سے بھلی معلوم ہو اور مومن غلام' آزاد مشرک سے بہتر

ہے۔ اگرچہ وہ (مشرک) اپنے حسن و جمال' انداز تکلم اور فصاحت و بلاغت کی وجہ سے بھلا معلوم ہو۔ پھر اس کی تفصیل اس طرح بیان فرمائی:

﴿ أُوْلَٰٓئِكَ يَدۡعُونَ إِلَى ٱلنَّارِۖ ﴾ (البقرة۲/ ۲۲۱)

"وہ جہنم کی طرف بلاتے ہیں۔"

یعنی وہ مشرک مرد اور مشرکہ عورتیں ایسے لوگ ہیں جو اپنے اقوال و افعال اور سیرت و اخلاق سے جہنم کی طرف دعوت دینے والے ہیں۔ جبکہ مومن مرد اور مومن عورتیں اپنے اخلاق' اعمال اور سیرت سے جنت کی طرف بلانے والے ہیں۔ لہٰذا یہ دونوں قسم کے لوگ برابر کیسے ہو سکتے ہیں۔

<u>منافق اور دعاء مغفرت...؟</u>: اللہ تعالیٰ نے منافقوں کے متعلق نبی ﷺ سے فرمایا:

﴿ وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰٓ أَحَدٖ مِّنۡهُم مَّاتَ أَبَدٗا وَلَا تَقُمۡ عَلَىٰ قَبۡرِهِۦٓۖ إِنَّهُمۡ كَفَرُواْ بِٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ وَمَاتُواْ وَهُمۡ فَٰسِقُونَ ۝٨٤ ﴾ (التوبة۹/ ۸٤)

"آئندہ ان میں سے کوئی مر جائے تو کبھی اس کی نماز جنازہ پڑھنا نہ اس کی قبر پر (دعا کے لئے) کھڑے ہونا کیونکہ ان لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول سے کفر کیا تھا اور اس حال میں مرے کہ وہ فاسق تھے۔"

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ وضاحت فرمائی کہ اللہ اور اس کے رسول سے کفر کی بنا پر' منافق اور کافر دونوں برابر ہیں اس لئے ان کی نماز جنازہ

نہ پڑھی جائے۔ ان میں امانت مفقود ہے' ان کے اور مسلمانوں کے درمیان بڑی دشمنی ہے۔ ان کی نماز ہے نہ عبادت کیونکہ شرک ایسی چیز ہے جس کی موجودگی میں کوئی عمل باقی نہیں رہتا۔ ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اس سے عافیت میں رکھے۔

مشرک کا ذبیحہ: اللہ تعالیٰ نے مردار کی حرمت اور مشرکوں کے ذبیحہ کے بارے میں فرمایا:

﴿وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ ۗ وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَىٰ أَوْلِيَائِهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ ۖ وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ ﴿١٢١﴾﴾ (الأنعام٦/ ١٢١)

"جس جانور پر اللہ کا نام نہ لیا جائے اسے مت کھاؤ کیوں کہ اس کا کھانا گناہ ہے۔ اور شیطان اپنے دوستوں کے دلوں میں یہ بات ڈالتے ہیں کہ وہ تم سے جھگڑا کریں لیکن اگر تم نے ان لوگوں کی اطاعت قبول کر لی تو تم یقیناً مشرک ہو۔"

اللہ عزوجل نے مسلمانوں کو مردار اور مشرکوں کا ذبیحہ کھانے سے منع کر دیا کیونکہ وہ نجس ہیں۔ لہٰذا ان کا ذبیحہ مردار کے حکم میں ہو گا اگرچہ اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔ کیونکہ مشرک کا "بسم اللہ" کہنا باطل ہے جس کا کوئی اثر نہیں کیونکہ تسمیہ عبادت ہے اور شرک عبادت کو برباد اور باطل بنا دیتا ہے یہاں

تک کہ وہ اللہ کے حضور توبہ نہ کرے۔

اہل کتاب کا کھانا: اللہ تعالیٰ نے صرف اہل کتاب کے کھانے کو درج ذیل آیت کی رو سے مباح قرار دیا ہے:

﴿ وَطَعَامُ ٱلَّذِينَ أُوتُوا۟ ٱلْكِتَـٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ﴾

(المائدة٥/ ٥)

"اہل کتاب کا کھانا تمہارے لئے اور تمہارا کھانا ان کیلئے حلال ہے۔"

کیونکہ اہل کتاب آسمانی کتابوں اور اللہ تعالیٰ کی شریعت پر ایمان رکھتے اور سمجھتے تھے کہ وہ حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کے پیروکار ہیں۔ حالانکہ وہ اس معاملہ میں جھوٹے تھے کیونکہ اللہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام لوگوں کی طرف مبعوث فرما کر ان سابقہ شریعتوں کو منسوخ کر دیا لیکن اللہ عزوجل نے مشرکوں کے برعکس اہل کتاب کا کھانا اور ان کی عورتوں سے نکاح کرنا حلال قرار دیا۔ مشرک جو آستانوں، مُردوں، نبیوں اور ولیوں وغیرہ کے پجاری ہوتے ہیں ان کے دین کی کوئی اصل ہے نہ اس کے باطل ہونے میں کوئی شبہ۔ اسی بنا پر مشرکوں کا ذبیحہ حرام قرار دیا گیا جس کا کھانا جائز نہیں۔

جو شخص کسی کو یوں کہے "تجھے جن لگے، تجھے جن پکڑے، تجھ پر جن طاری ہو جائے یا اس قسم کے دوسرے اقوال، تو یہ گالی گلوچ کے باب سے ہے۔ اور گالی گلوچ کے اس قسم کے الفاظ بھی دوسرے الفاظ کی طرح مسلمانوں کے لئے

ناجائز ہیں۔ تاہم ان سے شرک ثابت نہیں ہوتا۔ اگر قائل یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ جنات اللہ تعالیٰ کے اذن اور مشیت کے بغیر لوگوں میں تصرف کر سکتے ہیں تو وہ اس اعتقاد کی بنا پر کافر ہے۔

مختار کل اور عالم الغیب: اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی ہر چیز کا مالک اور ہر چیز پر قادر ہے۔ وہی نفع اور نقصان کا مالک ہے۔ کوئی چیز اس کے اذن' مشیت اور تقدیر مبرم کے بغیر وجود میں نہیں آسکتی' جیسا کہ اللہ عزوجل نے اپنے نبی کریم ﷺ کو یہ حکم دیا کہ وہ لوگوں کو اس اصل عظیم کی خبر دے دیں۔ فرمایا:

﴿ قُل لَّآ أَمۡلِكُ لِنَفۡسِي نَفۡعٗا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَآءَ ٱللَّهُۚ وَلَوۡ كُنتُ أَعۡلَمُ ٱلۡغَيۡبَ لَٱسۡتَكۡثَرۡتُ مِنَ ٱلۡخَيۡرِ وَمَا مَسَّنِيَ ٱلسُّوٓءُۚ إِنۡ أَنَا۠ إِلَّا نَذِيرٞ وَبَشِيرٞ لِّقَوۡمٖ يُؤۡمِنُونَ ﴿١٨٨﴾ ﴾ (الأعراف۷/ ۱۸۸)

"آپ کہہ دیجئے کہ میں تو اپنے نفع و نقصان کا مالک نہیں' مگر جو کچھ اللہ چاہے۔ اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو بہت سی بھلائیاں اکٹھی کر لیتا اور مجھے کبھی کوئی تکلیف نہ پہنچتی۔ میں تو صرف ان لوگوں کو ڈرانے اور خوشخبری دینے والا ہوں جو ایمان لاتے ہیں۔"

نجومیوں اور کاہنوں کی تصدیق: پیشین گوئی کرنے والوں' شعبدہ بازوں' نجومیوں اور ایسے ہی دوسرے لوگوں کی تصدیق کرنا نہایت قابل گرفت بلکہ کفر کی قسم ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ أَتٰى عَـرَّافًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةُ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا»(صحيح مسلم، كتاب السلام، باب تحريم الكهانة واتيان الكهان، ح: ٢٢٣٠)

"جس شخص نے کسی پیشین گو سے کسی چیز کے متعلق دریافت کیا تو اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں ہوگی۔"

معاویہ الحکم السلمی سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«فَلَا تَأْتُوا الْـكُهَّانَ»(صحيح مسلم، كتاب السلام، باب تحريم الكهانة واتيان الكهان، ح: ٥٣٧ قبل ٢٢٢٧)

"کاہنوں کے پاس مت آؤ۔"

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ أَتٰى كَاهِنًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُوْلُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ»(سنن أبي داود، كتاب الكهانة والتطير، باب في الكهان، ح: ٣٩٠٤)

"جو شخص کسی کاہن کے پاس آئے اور اس کی بات کی تصدیق کرے تو اس نے محمد ﷺ کی شریعت کا انکار کیا۔"

اور اس معنی کی بہت سی احادیث ہیں۔ لہٰذا مسلمانوں پر واجب ہے کہ کاہنوں، عرافوں اور ہر قسم کی پیش گوئی کرنے والے لوگوں کے پاس جانے اور

ان سے مختلف چیزوں کے متعلق پوچھنے سے احتراز کریں۔ جنات کا کام ہی غیب کی خبریں بتلانا اور مسلمانوں کو دھوکہ دینا ہے خواہ یہ دھوکہ طب کے نام سے ہو یا کسی اور نام سے۔ پھر اس سلسلہ میں یہ بات بھی شامل ہو جاتی ہے کہ بعض لوگ طب کے نام پر غیبی امور کے جاننے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ جب وہ کسی مریض کا کوئی کپڑا سونگھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اس مریض نے فلاں کام کیا تھا۔ ایسے غیبی امور کے مریض کا کپڑا سونگھنے سے پتہ چل سکتا ہے نہ اس پر کوئی دلیل ہی ہوتی ہے۔ اس سے ان کا مقصد صرف عوام الناس کو دھوکہ دینا ہوتا ہے یہاں تک کہ لوگ یہ کہنے لگیں کہ فلاں شخص طب اور مرض کی اقسام و اسباب جاننے کا بہت ماہر ہے۔ اور بسااوقات ایسے لوگ کوئی دوائی بھی دے دیتے ہیں' پھر اگر اللہ کی تقدیر کے مطابق مریض کو شفا ہو جائے تو لوگ یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ یہ اس دوائی کا اثر ہے۔ حالانکہ بسااوقات اس مرض کے اسباب ہی بعض جنات کے پیدا کردہ ہوتے ہیں۔ جو اس طب کے مدعی کی خدمت کرتے ہیں اور بعض غیب کی ایسی باتیں اسے بتلا دیتے ہیں جن کی انہیں خبر ہوتی ہے۔ مریض ان باتوں پر اعتماد کر لیتا ہے اور جنات اس بات پر راضی ہوتے ہیں کہ ان کی عبادت کی جائے جو ان کے مناسب ہو۔ وہ مریض کے پاس سے اٹھ جاتے ہیں اور اس فریب سے جو ایذاء مریض کو دے رہے تھے اسے چھوڑ دیتے ہیں۔ اور یہ بات جنات اور ان لوگوں کے متعلق جو ان سے خدمت لیتے ہیں معروف ہے۔

17681

لہٰذا مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ ایسی باتوں سے خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی بچنے کی تاکید کریں۔ صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر اعتماد کریں اور ہر معاملہ میں اسی پر توکل کریں۔ البتہ شرعی قسم کے دم جھاڑ' جائز ادویہ اور ڈاکٹروں سے علاج کرانے میں کوئی حرج نہیں جو حسی اور عقلی اسباب سے مرض کی تشخیص' تحقیق اور علاج کرتے ہیں۔

هر مرض کا علاج موجود ہے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«مَا أَنْزَلَ اللهُ دَاءً إِلاَّ أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً، عَلِمَهُ مَنْ عَلِمَهُ وَجَهِلَهُ مَنْ جَهِلَهُ» (صحيح بخاري، الطب، باب ما انزل الله داء إلا انزل له شفاء، ح:٥٦٧٨، دون الجملة الاخيرة، ومسند احمد، ١/ ٣٧٧، ٤١٣، ٤٤٣ و٤٤٦، ٤٥٣)

"اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری ایسی پیدا نہیں کی جس کی دوا پیدا نہ کی ہو۔ جس نے اس دوا کو جان لیا سو جان لیا اور جس نے نہ جانا سو نہ جانا (یعنی وہ شفا کی دوا کسی کو معلوم ہو سکے یا نہ ہو سکے۔)"

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

«لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ، فَإِذَا أُصِيبَ دَوَاءُ الدَّاءِ بَرِىءَ بِإِذْنِ اللهِ» (صحيح مسلم، كتاب السلام، باب لكل داء دواء، واستحباب التداوي، ح:٢٢٠٤)

"ہر بیماری کی دوا ہے۔ جب وہ دوا اس بیماری کو موافق آجاتی ہے تو مریض اللہ کے حکم سے صحت یاب ہو جاتا ہے۔"

حرام چیزوں سے علاج کی ممانعت: نبی ﷺ نے فرمایا:

«عِبَادَ اللهِ تَدَاوَوْا وَلاَ تَدَاوَوْا بِحَرَامٍ»(سنن أبي داود، كتاب الطب، باب في الادوية المكروهة، ح: ٣٨٧٤)

"اے اللہ کے بندو! علاج کیا کرو لیکن حرام چیز سے نہیں۔"

اس مضمون کی بہت سی احادیث ہیں۔ لہٰذا ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ سب مسلمانوں کے احوال کی اصلاح فرمائے۔ ان کے دلوں اور جسموں کو ہر بیماری سے شفاء بخشے' ہدایت پر اکٹھا کرے' ہمیں اور انہیں فتنوں کی گمراہیوں' شیطان اور اس کے دوستوں کی اطاعت سے اپنی پناہ میں رکھے۔ کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی توفیق اسی اللہ بزرگ و برتر سے ہی ہوتی ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ وَبَارَكَ عَلٰى عَبْدِهٖ وَرَسُوْلِهٖ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَصَحْبِهٖ۔

بدعیہ اور شرکیہ وظائف و اذکار کو معمول بنانے کا حکم

عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز کی طرف سے برادر مکرم .... کے نام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا۔ اللہ آپ کو ہدایت سے ہمکنار کرے۔ اس خط سے جو کچھ معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ آپ کے ملک میں کچھ ایسے لوگ ہیں جو ایسے وظائف و اذکار پڑھتے ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نہیں اتاری۔ ان میں سے کچھ بدعیہ ہیں اور کچھ شرکیہ۔ یہ لوگ ان اذکار کو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کرتے ہیں اور انہیں مجالس ذکر یا مساجد میں نماز مغرب کے بعد پڑھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ان سے اللہ کا قرب حاصل ہو گا۔ اس مؤقف کی تائید میں ان کے مختلف اقوال ہیں:

"اے اللہ کے بندو! اللہ کے حق کے ساتھ اور اللہ کی مدد سے ہماری مدد کرو اور اللہ کے ساتھ ہمارے مہربان بن جاؤ۔"

"اے اقطاب! اے اوتار اور اے سردارو! ہمارے معاملہ میں مدد دینے والو! ہماری مدد کرو اور اللہ کے لئے شفاعت کرو۔ یہ تمہارا بندہ کھڑا ہے اور آپ کے دروازے پر معتکف ہے' اپنی تقصیر سے خائف ہے۔ اے اللہ کے رسول!

ہماری فریاد کو پہنچو' آپ کے علاوہ میں کس کے پاس جاؤں۔ آپ ہی سے مطلب حاصل ہوتا ہے اور آپ حضرت حمزہ سیدالشہداء کے وسیلہ سے بہتر وسیلہ ہیں اور آپ کے علاوہ ہمارا کون مددگار ہو گا۔ اے اللہ کے رسول! ہماری فریاد کو پہنچو۔"

"اے اللہ! اس شخص پر رحمت بھیج جسے تو نے اپنے جبروتی اسرار کے ظاہر اور رحمانی انوار کے الگ الگ ہونے کا سبب بنایا تو وہ درگاہ ربانی سے نائب اور تیرے اسرار کا خلیفہ بن گیا......"

آپ یہ وضاحت چاہتے ہیں کہ ان میں کون سا ذکر بدعت ہے اور کون سا شرک؟ اور کیا ایسے امام کے پیچھے نماز درست ہے جو اس قسم کی دعا کرتا ہو اور جس کے عقائد بھی معلوم ہوں؟

جواب

«اَلْحَمْدُ للهِ وَحْدَهُ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لاَّ نَبِيَّ بَعْدَهُ وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَمَنِ اهْتَدٰى بِهُدَاهُ إِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ»

<u>جنات اور حضرت انسان کی تخلیق کا مقصد</u>: آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ کائنات کی تخلیق اور انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا مقصدوحید صرف یہ ہے کہ اس ایک اللہ کی عبادت کی جائے جس کا مخلوقات میں سے کوئی بھی شریک نہیں۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَمَا خَلَقْتُ ٱلْجِنَّ وَٱلْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿٥٦﴾ ﴾ (الذاريات٥١/ ٥٦)

"میں نے جنات اور انسانوں کو صرف اس لئے پیدا کیا کہ وہ میری عبادت کریں۔"

"عبادت" کا معنی اللہ سبحانہ اور اس کے رسول محمد ﷺ کی اطاعت ہے' یعنی جس کام کا اللہ اور اس کے رسول نے حکم دیا ہے وہ کیا جائے اور جس سے منع کیا ہے اس کو چھوڑ دیا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا جائے۔ عمل میں اللہ تعالیٰ کے لئے اخلاص ہو' انتہائی محبت اور کمال عاجزی بھی صرف اسی کے لئے ہو۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوٓا۟ إِلَّآ إِيَّاهُ ﴾ (بني اسرائيل١٧/ ٢٣)

"اور تیرے پروردگار نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ تم صرف اسی کی عبادت کرو۔"

یعنی حکم اور تاکید فرمائی کہ صرف اسی کی عبادت کی جائے اور یہ بھی فرمایا:

﴿ ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿٢﴾ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ ﴿٣﴾ مَٰلِكِ يَوْمِ ٱلدِّينِ ﴿٤﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ﴿٥﴾ ﴾ (الفاتحة١/ ٢_٥)

"ہر طرح کی تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

نہایت رحم کرنے والا بڑا مہربان ہے۔ روز قیامت کا مالک ہے۔ ہم تیری ہی عبادت کرتے اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔"

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے وضاحت فرما دی کہ اس بات کا صرف وہی مستحق ہے کہ اسی کی عبادت کی جائے اور اسی سے مدد طلب کی جائے۔ جیسے فرمایا:

﴿ فَٱعْبُدِ ٱللَّهَ مُخْلِصًا لَّهُ ٱلدِّينَ ۝٢ أَلَا لِلَّهِ ٱلدِّينُ ٱلْخَالِصُ ﴾

(الزمر ۳۹/ ۲۔۳)

"اللہ کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے اسی کی عبادت کرو۔ دین خالص تو اللہ ہی کا حق ہے۔"

نیز فرمایا:

﴿ فَٱدْعُوا ٱللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ ٱلْكَٰفِرُونَ ۝١٤ ﴾

(المؤمن ۴۰/ ۱۴)

"پس اللہ ہی کو پکارو اپنے دین کو اس کے لئے خالص کر کے' خواہ تمہارا یہ کام کافروں کو کتنا ہی ناگوار ہو۔"

اور فرمایا:

﴿ وَأَنَّ ٱلْمَسَٰجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ ٱللَّهِ أَحَدًا ۝١٨ ﴾ (الجن ۷۲/ ۱۸)

"بلاشبہ مسجدیں اللہ کے لئے ہیں۔ لہٰذا اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔"

اس مضمون کی بہت سی آیات ہیں جو صرف اللہ کی عبادت کے وجوب پر

دلالت کرتی ہیں۔ "دعا" (پکار) کی تمام قسمیں عبادت ہیں۔ لہٰذا کسی بھی شخص کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور سے دعا کرے یا اس سے مدد طلب کرے۔ البتہ عام معاملات میں ظاہری اسباب و وسائل بروئے کار لا کر کسی زندہ' حاضر اور قادر شخص سے مدد طلب کرنا جائز ہے۔

مثال کے طور پر اگر کوئی بوجھ اٹھانا ہو تو اس کے لئے کسی دوسرے انسان سے مدد طلب کرنا جائز ہے کیونکہ وہ زندہ ہے' حاضر ہے اور بوجھ اٹھوانے کی قدرت و طاقت بھی رکھتا ہے۔ لیکن فوت شدہ شخصیات میں سے کسی ایک سے بھی مدد طلب کرنا جائز نہیں۔

ظاہری اسباب کے تحت مدد طلب کرنے کے بارے میں قرآن مجید میں بہت سے واقعات ملتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَٱسْتَغَـٰثَهُ ٱلَّذِى مِن شِيعَتِهِۦ عَلَى ٱلَّذِى مِنْ عَدُوِّهِۦ ﴾

(القصص۲۸/ ۱۵)

"جو شخص ان (موسیٰ علیہ السلام) کے گروہ سے تھا' اس نے اپنے دشمن گروہ کے آدمی کے خلاف ان (موسیٰ علیہ السلام) کو مدد کے لئے پکارا۔"

جہاد اور جنگ وغیرہ میں کسی انسان کا اپنے ساتھیوں سے مدد مانگنا یا ایسے ہی دوسرے کام اسی باب سے ہیں' مگر مُردوں' جنات' فرشتوں' درختوں اور پتھروں سے مدد طلب کرنا' شرک اکبر اور پہلے مشرکوں جیسا عمل ہے کیوں کہ وہ بھی

اپنے معبودوں مثلاً لات' عزیٰ اور منات وغیرہ سے مدد طلب کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کی صفات کسی زندہ انسان میں تصور کر کے مافوق الاسباب امور مثلاً شفا' دلوں کو پھیرنا' جنت کا داخلہ اور جہنم سے نجات وغیرہ میں اختیار و قدرت باور کر کے اس سے مدد طلب کرنا بھی اسی طرح حرام ہے جیسے مُردوں سے کچھ مانگنا حرام ہے۔ مذکورہ اور دیگر آیات و احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عبادت اور استعانت کے لائق صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے' اور اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت کرنا سب پر واجب ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا۟ بِهِۦ شَيْـًٔا ﴾ (النساء٤/ ٣٦)

"اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔"

نیز فرمایا:

﴿ وَمَآ أُمِرُوٓا۟ إِلَّا لِيَعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ ﴾ (البينة٩٨/ ٥)

"اور ان کو اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا کہ اللہ کی بندگی کریں' اسی کے لئے دین کو خالص رکھیں۔"

اللہ تعالیٰ کا حق: نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«حَقُّ اللهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَعْبُدُوْهُ وَلاَ يُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا»

(صحيح بخاري، كتاب اللباس، باب الرداف الرجل خلف الرجل، ح:٥٩٦٧، وصحيح مسلم، كتاب الايمان، باب الدليل على أن من مات

. . . ، ح: ٣٠)

"اللہ تعالیٰ کا بندوں پر یہ حق ہے کہ وہ اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں۔"

اس حدیث کو امام بخاری اور امام مسلم نے صحیح قرار دیا ہے۔ نیز ابن مسعود رضی اللہ عنہ والی حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَدْعُو مِنْ دُوْنِ اللهِ نِدًّا دَخَلَ النَّارَ»(صحيح بخاري، كتاب التفسير، باب قوله تعالى، ومن الناس من يتخذ من دون الله اندادا . . . ، ح: ٤٤٩٧)

"جو شخص اس حال میں مرا کہ وہ کسی کو اللہ کا شریک بنا کر پکارتا تھا تو وہ دوزخ میں داخل ہو گا۔"

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف (گورنر بنا کر) بھیجا تو ان سے فرمایا:

«إِنَّكَ تَأْتِي قَوْمًا أَهْلَ كِتَابٍ فَلْيَكُنْ أَوَّلَ مَا تَدْعُوْهُمْ إِلَيْهِ شَهَادَةَ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللهُ»(صحيح بخاري، كتاب الرزكاة، باب وجوب الزكاة، ح: ١٣٩٥، ١٤٥٨، ٢٤٤٨، ٤٣٤٧، ٧٣٧١، ٧٣٧٢ وصحيح مسلم، كتاب الايمان، باب الدعاء إلى الشهادتين وشرائع الاسلام، ح: ١٩)

"تم ان لوگوں کے پاس جا رہے ہو جو اہل کتاب ہیں۔ لہٰذا پہلی چیز جس کی طرف تم انہیں دعوت دو' وہ اس بات کی شہادت ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔"

مسلم شریف کے الفاظ یہ ہیں:

"انہیں دعوت دو کہ وہ شہادت دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔"

اور بخاری کی روایت یوں ہے:

"انہیں دعوت دو یہاں تک کہ وہ اللہ کی توحید کا اقرار کریں۔"

توحید سے مال و جان کی حفاظت: صحیح مسلم میں طارق بن اشیم الاشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ وَحَّدَ اللهَ وَكَفَرَ بِمَا يُعْبَدُ مِنْ دُوْنِ اللهِ، حَرُمَ مَالُهُ وَدَمُهُ، وَحِسَابُهُ عَلَى اللهِ عَزَّوَجَلَّ»(صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب الامر بقتال الناس حتى يقولوا . . . ، ح:٢٣)

"جس نے اللہ کو ایک جانا اور جن چیزوں کی اللہ کے سوا عبادت کی جاتی ہے ان کا انکار کیا' اس کا مال اور اس کا خون حرام کر دیا گیا اور اس کا حساب اللہ عزوجل کے ذمہ ہے۔"

اور اس مضمون کی بہت سی احادیث ہیں۔ یہی وہ توحید ہے جو دین اسلام کی

اصل، ملت کی اساس، امر شریعت کی چوٹی اور سب سے اہم فریضہ ہے۔ اور تمام انبیاء علیہم السلام نے اسی کی دعوت دی کہ اس ایک اللہ کی عبادت کی جائے اور ہماری تخلیق کا مقصد بھی یہی ہے۔ اس مضمون کے متعلق بہت سی آیات پہلے گزر چکیں اور کچھ درج ذیل ہیں:

﴿ وَمَا خَلَقْتُ ٱلْجِنَّ وَٱلْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿٥٦﴾ ﴾ (الذریات ٥١/ ٥٦)

"میں نے جنات اور انسانوں کو صرف اس لئے پیدا کیا کہ وہ میری عبادت کریں۔"

اور اللہ عزوجل کا یہ فرمان بھی اس پر دلیل ہے:

﴿ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِى كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ وَٱجْتَنِبُوا۟ ٱلطَّٰغُوتَ ﴾ (النحل ١٦/ ٣٦)

"ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا کہ لوگو! صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام (باطل) معبودوں سے اجتناب کرو۔"

نیز فرمایا:

﴿ وَمَآ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِىٓ إِلَيْهِ أَنَّهُۥ لَآ إِلَٰهَ إِلَّآ أَنَا۠ فَٱعْبُدُونِ ﴿٢٥﴾ ﴾ (الأنبیاء ٢١/ ٢٥)

"اور آپ سے پہلے ہم نے جو بھی رسول بھیجا، اسے ہم نے یہی وحی کی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں لہٰذا میری ہی عبادت کرو۔"

جیسے اللہ عزوجل نے حضرت نوح' ہود' صالح اور شعیب علیہم السلام کے متعلق قرآن پاک میں بیان فرمایا کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا:

﴿ اَعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ﴾ (الأعراف ۷/ ۵۹، ۶۵، ۷۳)

"اللہ کی عبادت کرو' اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔"

تمام انبیاء علیہم السلام کی یہی دعوت تھی کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کی جائے۔ اس کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کیا جائے۔ اور اس بات کا اعتراف ان کے دشمنوں نے بھی کیا ہے کہ واقعی رسولوں نے انہیں صرف اللہ ہی کی عبادت کرنے اور اس کے سوا باقی معبودوں کی عبادت چھوڑنے کا حکم دیا تھا۔

مشرکین کی وجہ انکار: اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿ اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ﴾

(الأعراف ۷/ ۷۰)

"کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے کہ ہم صرف ایک اللہ کی عبادت کریں اور جنہیں ہمارے آباء و اجداد پوجتے تھے ان سب کو چھوڑ دیں؟"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں صرف ایک اللہ کی عبادت کرنے اور ان سب معبودوں (فرشتوں' اولیاء' بتوں اور درختوں وغیرہ) کو چھوڑنے کی دعوت دی جن کی وہ پوجا کرتے تھے تو انہیں بہت تعجب ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس کیفیت کو ان الفاظ میں بیان فرمایا:

﴿ أَجَعَلَ ٱلْـَٔالِهَةَ إِلَـٰهًا وَٰحِدًا ۖ إِنَّ هَـٰذَا لَشَىْءٌ عُجَابٌ ﴿٥﴾ ﴾ (صٓ ۳۸/ ۵)

"اس نے تو سارے معبودوں کی بجائے صرف ایک ہی معبود بنا دیا' یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔"

سورۃ الصافات میں اللہ تعالیٰ نے قریش کا قول یوں بیان فرمایا:

﴿ إِنَّهُمْ كَانُوٓا۟ إِذَا قِيلَ لَهُمْ لَآ إِلَـٰهَ إِلَّا ٱللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ ﴿٣٥﴾ وَيَقُولُونَ أَئِنَّا لَتَارِكُوٓا۟ ءَالِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُونٍ ﴿٣٦﴾ ﴾ (الصافات ۳۷/ ۳۵-۳۶)

"جب انہیں یہ کہا جاتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو تکبر کرتے ہیں اور کہتے ہیں بھلا ہم ایک دیوانے شاعر کی خاطر اپنے معبودوں کو چھوڑ سکتے ہیں؟"

اس مضمون پر بہت سی آیات دلالت کرتی ہیں اور جو آیات و احادیث ہم نے ذکر کی ہیں ان سے بھی یہ بات واضح ہو چکی ہو گی۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو دین کی سمجھ اور رب العالمین کے حق میں بصیرت کی توفیق عطا فرمائے۔

اب یہ دعائیں اور استغاثہ کی کئی اقسام' جو آپ نے اپنے سوال میں بیان کی ہیں' سب کی سب شرک اکبر کی قسم سے ہیں۔ کیونکہ یہ غیراللہ کی عبادت ہے اور ایسے امور کی طلب ہے جن پر اللہ کے سوا کوئی مردہ یا غائب شخص قادر نہیں ہو سکتا' اور یہ بات پہلے لوگوں کے شرک سے بھی بدتر ہے۔ عہد سابق کے مشرک تو صرف آسودگی کی حالت میں شرک کرتے تھے' مگر جب کوئی

مصیبت پڑتی تو پھر صرف اللہ ہی کو مشکل کشا سمجھ کر پکارتے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اس مصیبت سے نجات صرف اللہ ہی دے سکتا ہے اور کوئی نہیں۔

مصیبت کے وقت مشرکین کا طرز عمل: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ فَإِذَا رَكِبُوا۟ فِى ٱلْفُلْكِ دَعَوُا۟ ٱللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ فَلَمَّا نَجَّىٰهُمْ إِلَى ٱلْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ ﴿٦٥﴾ ﴾ (العنکبوت ٢٩/ ٦٥)

"جب وہ کشتی میں سوار ہوتے تو دین (پکار) کو اللہ کے لئے خالص کر کے دعا مانگتے (یعنی صرف اللہ ہی کو پکارتے)' پھر جب وہ انہیں بچا کر خشکی پر لے آتا ہے تو یہ شرک کرنے لگتے ہیں۔"

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَإِذَا مَسَّكُمُ ٱلضُّرُّ فِى ٱلْبَحْرِ ضَلَّ مَن تَدْعُونَ إِلَّآ إِيَّاهُ ۖ فَلَمَّا نَجَّىٰكُمْ إِلَى ٱلْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ ۚ وَكَانَ ٱلْإِنسَـٰنُ كَفُورًا ﴿٦٧﴾ ﴾ (بني اسرائيل ١٧/ ٦٧)

"جب سمندر میں تم پر مصیبت آتی ہے تو اللہ کے سوا جنہیں تم پکارتے ہو وہ سب تم سے کھو جاتے ہیں۔ پھر جب وہ تمہیں بچا کر خشکی کی طرف لاتا ہے تو روگردانی کرنے لگتے ہو اور انسان بڑا ہی ناشکرا ہے۔"

اگر دور حاضر کے ان مشرکین میں سے کوئی یوں کہہ دے کہ: ہمارا مقصد یہ نہیں ہوتا کہ یہ ہستیاں بذات خود کوئی فائدہ پہنچانے' مریضوں کو شفا دینے یا ہمیں نفع پہنچانے کا اختیار رکھتی ہیں۔ ہمارا مقصد تو صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ اللہ

کے ہاں ہماری سفارش کرتے ہیں۔ تو اس بات کا جواب یہ ہے کہ:

"پہلے کافروں کا بھی یہ عقیدہ نہیں تھا کہ ان کے معبود بنفسہ کسی چیز کو پیدا کرتے، رزق دیتے یا نفع، نقصان پہنچا سکتے ہیں کیونکہ یہ چیز اس بات کو باطل بنا دیتی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں قریش کے حوالے سے ذکر کیا ہے۔ وہ بھی صرف ان کی شفاعت اور اللہ کے ہاں ان کے مرتبہ اور قرب ہی کا ارادہ رکھتے تھے۔"

غیر اللہ کی عبادت کا سبب: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَٰٓؤُلَآءِ شُفَعَٰٓؤُنَا عِندَ ٱللَّهِ ﴾ (یونس ۱۰/ ۱۸)

"وہ لوگ اللہ کے سوا ان کی عبادت کرتے ہیں جو انہیں نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ فائدہ۔ اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔"

اللہ تعالیٰ شرک سے بیزار ہے: ارشاد ربانی ہے:

﴿ قُلْ أَتُنَبِّـُٔونَ ٱللَّهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَلَا فِى ٱلْأَرْضِ ۚ سُبْحَٰنَهُۥ وَتَعَٰلَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿١٨﴾ ﴾ (یونس ۱۰/ ۱۸)

"آپ کہہ دیجئے! کیا تم اللہ کو اس بات کی خبر دیتے ہو جس کا وجود آسمانوں میں اسے معلوم ہے نہ زمین میں...؟ وہ پاک ہے اور جو کچھ وہ شرک کرتے ہیں اس سے بلند و برتر ہے۔"

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ وضاحت فرمائی ہے کہ آسمانوں اور زمین میں اسے کسی ایسی ہستی کے وجود کا علم نہیں ہے جو اس کے ہاں سفارشی بن سکتا ہو جس کو یہ مشرک لوگ اپنا سفارشی سمجھتے ہیں۔ درحقیقت جس چیز کے وجود کو اللہ نہ جانتا ہو وہ موجود ہی نہیں ہوتی۔ کیونکہ اللہ سبحانہ سے کوئی چیز مخفی نہیں رہ سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ تَنزِيلُ ٱلْكِتَٰبِ مِنَ ٱللَّهِ ٱلْعَزِيزِ ٱلْحَكِيمِ ۝١ إِنَّآ أَنزَلْنَآ إِلَيْكَ ٱلْكِتَٰبَ بِٱلْحَقِّ فَٱعْبُدِ ٱللَّهَ مُخْلِصًا لَّهُ ٱلدِّينَ ۝٢ أَلَا لِلَّهِ ٱلدِّينُ ٱلْخَالِصُ ﴾ (الزمر ۳۹/ ۱۔۳)

"یہ کتاب غالب اور حکمت والے اللہ کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔ بلاشبہ ہم نے آپ کی طرف اس کتاب کو حق و صداقت کے ساتھ اتارا ہے۔ سو اللہ کی بندگی خلوص اور محبت سے کرو۔ یاد رکھو! خالص بندگی اللہ ہی کو زیبا ہے۔"

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ وضاحت فرمائی ہے کہ عبادت صرف اسی کے لئے ہے اور اس عبادت کے لئے بندوں پر اخلاص واجب ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو اخلاص کے ساتھ عبادت کرنے کا حکم دیا تو یہ حکم سب لوگوں کے لئے ہے۔ اور یہاں دین کا معنی عبادت ہے۔ اور عبادت سے مراد اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت ہے اور اس عبادت میں دعا' استغاثہ' خوف و

رجا' قربانی اور نذر ایسے ہی داخل ہیں جیسے نماز اور روزہ وغیرہ داخل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَٱلَّذِينَ ٱتَّخَذُواْ مِن دُونِهِۦٓ أَوْلِيَآءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَآ إِلَى ٱللَّهِ زُلْفَىٰٓ ﴾ (الزمر ۳۹/ ۳)

"اور جن لوگوں نے اللہ کے سوا اپنے کارساز بنا رکھے ہیں' (وہ کہتے ہیں کہ) ہم ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں مرتبہ کے لحاظ سے اللہ کے قریب کر دیں گے۔"

یعنی وہ کہتے ہیں کہ ہم تو ان کی عبادت صرف اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے کرتے ہیں۔ اللہ سبحانہ نے ان کو یوں جواب دیا:

﴿ إِنَّ ٱللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِى مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَهْدِى مَنْ هُوَ كَـٰذِبٌ كَفَّارٌ ﴿٣﴾ ﴾ (الزمر ۳۹/ ۳)

"جن باتوں میں یہ لوگ اختلاف کرتے ہیں' اللہ تعالیٰ ان کا فیصلہ فرما دے گا۔ بلاشبہ اللہ اسے ہدایت نہیں دیتا جو جھوٹا اور حق کو نہ ماننے والا ہو۔"

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ وضاحت فرمائی ہے کہ کافر اپنے اولیاء کی عبادت صرف اس لئے کرتے تھے کہ وہ انہیں اللہ کے قریب کر دیں۔ نئے اور پرانے تمام کافروں' مشرکوں اور بدعتیوں کا یہی مقصد ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان سے مشرکوں کے اس نظریہ کو باطل قرار دے دیا۔

اللہ تعالیٰ نے ان کا جھوٹ واضح کر دیا کہ یہ ان کا محض گمان باطل ہے کہ ان کے معبود انہیں اللہ کے قریب کر دیں گے۔ اور ان کے کفر کی یہ وضاحت فرمائی ہے کہ وہ نام تو سفارشی و تقرب کا لیتے ہیں جبکہ حقیقت میں انہی کی عبادت کرتے ہیں اور یہی شرک ہے۔ جو شخص تھوڑی سی بھی سمجھ رکھتا ہو' اسے یہ معلوم ہو جائے گا کہ پہلے کافروں کا بھی صرف یہی عقیدہ تھا کہ انہوں نے اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان مخلوق میں سے نبیوں' ولیوں' درختوں اور پتھروں وغیرہ کو سفارشی بنا رکھا تھا۔ وہ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ یہ تمام معبودان (باطل) اللہ سبحانہ کے اذن اور رضا ہی سے ان کی ضرورتیں پوری کرتے ہیں۔ جیسا کہ وزراء بادشاہوں کے پاس سفارش کرتے ہیں۔ گویا انہوں نے اللہ عزوجل کو بھی بادشاہوں اور وزراء پر قیاس کیا اور کہا کہ: جیسے کسی شخص کو بادشاہ یا سردار سے کوئی کام ہو تو وہ اس کے خواص اور وزیروں کو سفارشی بناتا ہے' اس طرح ہم انبیاء علیہم السلام اور اولیاء رحمہم اللہ کی عبادت کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرتے ہیں اور یہ بات انتہائی غلط ہے' کیونکہ اللہ کے مشابہ کوئی چیز نہیں اور نہ اسے اس کی مخلوق پر قیاس ہی کیا جاسکتا ہے اور نہ اس کی اجازت کے بغیر کوئی اس کے ہاں سفارش کر سکتا ہے۔ سفارش بھی صرف اہل توحید کے حق میں ہو سکتی ہے۔ وہ بادشاہوں اور سرداروں کے برعکس ہر کمزوری سے پاک و برتر' ہر چیز پر قادر اور اسے جاننے والا ہے۔ وہ کسی سے ڈرتا ہے نہ اسے کوئی ڈرا سکتا ہے' کیونکہ وہ کمزوریوں سے پاک ہے۔ اپنے بندوں پر تسلط

رکھتا ہے اور ان میں جس طرح چاہتا ہے تصرف کر سکتا ہے' کیونکہ بادشاہ اور سردار کسی چیز پر قدرت رکھتے ہیں نہ ہر چیز کو جانتے ہیں لہٰذا جن باتوں سے وہ عاجز ہوں تو انہیں ایسے آدمیوں کی ضرورت ہوتی ہے جو ان کی اعانت کریں اور یہ آدمی ان کے وزراء' خواص اور ان کے لشکر ہوتے ہیں جیسا کہ لوگ بھی اپنی حاجات ان لوگوں تک پہنچانے کے محتاج ہوتے ہیں جو ان کی حاجت کو نہیں جانتے۔ لہٰذا وہ وزیروں اور خواص میں سے ایسے شخص کا وسیلہ ڈھونڈتے ہیں جو ان کیلئے بادشاہ یا سردار کی مہربانی اور رضامندی طلب کرے' مگر پروردگار عزوجل کا معاملہ ایسا نہیں۔ وہ ان کمزوریوں اور مجبوریوں سے پاک' اپنی تمام مخلوق سے بے نیاز اور لوگوں پر ان کی ماؤں سے زیادہ مہربان ہے۔ وہ حاکم عادل ہے جو ہر چیز کو اپنی حکمت' علم اور قدرت کے مطابق ٹھیک اس کے مقام پر رکھتا ہے۔ لہٰذا اسے کسی بھی صورت میں اس کی مخلوق پر قیاس کرنا جائز نہیں۔

مشرکین اس بات کا اقرار کرتے تھے کہ اللہ ہی خالق' رازق اور مدبر ہے۔ وہی بے کس کی فریاد قبول کرتا اور تکلیف کو دور کرتا ہے۔ زندہ کرنا اور مارنا وغیرہ سب اللہ ہی کا خاصہ ہیں۔

ربوبیت کا اقرار: اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿ وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ﴾ (الزخرف ۴۳/ ۸۷)

"آپ اگر ان سے پوچھیں کہ انہیں کس نے پیدا کیا ہے؟ تو یقیناً کہیں گے

کہ اللہ نے۔"

نیز فرمایا:

﴿ قُلْ مَن يَرْزُقُكُم مِّنَ ٱلسَّمَآءِ وَٱلْأَرْضِ أَمَّن يَمْلِكُ ٱلسَّمْعَ وَٱلْأَبْصَـٰرَ وَمَن يُخْرِجُ ٱلْحَىَّ مِنَ ٱلْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ ٱلْمَيِّتَ مِنَ ٱلْحَىِّ وَمَن يُدَبِّرُ ٱلْأَمْرَ ۚ فَسَيَقُولُونَ ٱللَّهُ ۚ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿٣١﴾ ﴾

(یونس۱۰/ ۳۱)

"آپ ان سے پوچھئے کہ آسمان اور زمین سے تمہیں رزق کون دیتا ہے؟ یہ سماعت اور بصارت کی قوتیں کس کے اختیار میں ہیں؟ کون بے جان میں سے جاندار کو اور جاندار میں سے بے جان کو نکالتا ہے؟ اور کائنات کی تدبیر کرنے والا کون ہے...؟ تو وہ فوراً کہہ اٹھیں گے کہ "اللہ۔" آپ ان سے کہئے! پھر تم (اس کی نافرمانی سے) کیوں نہیں ڈرتے؟"

اس مضمون کی بہت سی آیات ہیں جن میں سے کئی پہلے گزر چکیں۔ جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ انبیاء علیہم السلام اور ان کی امتوں میں جو اختلاف تھا وہ صرف ایک اللہ کی خالص عبادت کرنے کے متعلق تھا۔ جیسا کہ اللہ نے فرمایا:

﴿ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِى كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ وَٱجْتَنِبُوا۟ ٱلطَّـٰغُوتَ ﴾ (النحل۱۶/ ۳۶)

"اور ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا (تاکہ وہ بتائے) کہ اللہ کی

عبادت کرو اور اس کے سوا دوسروں کی عبادت سے بچو۔"

شفاعت کی حقیقت: اس معنی میں جو بھی آیات آئی ہیں ان میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن کریم کے بہت سے مقامات پر سفارش کی صورت واضح کی ہے۔

چنانچہ سورۂ بقرہ میں فرمایا:

﴿مَن ذَا ٱلَّذِى يَشْفَعُ عِندَهُۥٓ إِلَّا بِإِذْنِهِۦ﴾ (البقرة۲/ ۲۵۵)

"کون ہے جو اللہ کی اجازت کے بغیر اس کے ہاں سفارش کر سکے؟"

اور سورۂ نجم میں فرمایا:

﴿۞ وَكَم مِّن مَّلَكٍ فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ لَا تُغْنِى شَفَٰعَتُهُمْ شَيْـًٔا إِلَّا مِنۢ بَعْدِ أَن يَأْذَنَ ٱللَّهُ لِمَن يَشَآءُ وَيَرْضَىٰٓ ﴿٢٦﴾﴾ (النجم۵۳/ ۲۶)

"اور آسمانوں میں کتنے ہی فرشتے ہیں جن کی سفارش کچھ بھی فائدہ نہیں دیتی، مگر اللہ جس کے لئے چاہے اجازت بخشے اور (سفارش) پسند کرے۔"

اور سورۂ انبیاء میں فرشتوں کا وصف یوں بیان فرمایا:

﴿وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ٱرْتَضَىٰ وَهُم مِّنْ خَشْيَتِهِۦ مُشْفِقُونَ ﴿٢٨﴾﴾ (الأنبياء۲۱/ ۲۸)

"وہ صرف اسی کی سفارش کر سکیں گے جن کے لئے اللہ کی رضا ہو اور وہ تو خود اللہ کے خوف سے ڈر رہے ہوں گے۔"

اور اللہ عزوجل نے یہ بھی خبر دی ہے کہ اسے اپنے بندوں سے کفر پسند

نہیں' بلکہ وہ صرف شکر پر ہی راضی ہوتا ہے۔ اس کی توحید اور اطاعت کے مطابق عمل' شکر ہی کا نام ہے۔ چنانچہ سورۂ زمر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ إِن تَكْفُرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنكُمْ وَلَا يَرْضَىٰ لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ وَإِن تَشْكُرُوا يَرْضَهُ لَكُمْ ﴾ (الزمر ۳۹/ ۷)

"اگر تم ناشکری کرو گے تو اللہ تم سے بے نیاز ہے۔ اور وہ اپنے بندوں کی ناشکری پسند نہیں کرتا۔ اور اگر تم شکر کرو گے تو وہ اسے تمہارے لئے پسند کرے گا۔"

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے' انہوں نے کہا "اے اللہ کے رسول! آپ کی شفاعت کا سب سے زیادہ حقدار کون ہو گا؟" آپ نے فرمایا:

«مَنْ قَالَ لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللهُ خَالِصًا مِنْ قَلْبِهِ»(صحيح بخاري، كتاب العلم، باب الحرص على الحديث، ح:٩٩)

"جس نے خلوص دل سے لاالہ الااللہ کا اقرار کیا۔"

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ، فَتَعَجَّلَ كُلُّ نَبِيٍّ دَعْوَتَهُ، وَإِنِّي اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَهِيَ نَائِلَةٌ، إِنْ شَاءَ اللهُ، مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِي لاَ يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا»

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب اختیار النبي ﷺ دعوة الشفاعة لامته،

ح:١٩٩، ومسند احمد ٢/ ٢٧٥)

”ہر نبی کی ایک دعا مستجاب ہے۔ اور سب نبی اپنی اپنی دعا (دنیا میں) کر چکے اور میں نے اپنی دعا کو روز قیامت اپنی امت کی شفاعت کے لئے محفوظ کر رکھا ہے اور وہ ان شاء اللہ ہر اس شخص کو پہنچے گی جو میری امت میں سے اس حال میں فوت ہوا کہ اس نے اللہ کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کیا ہو۔“

اس مضمون کی بہت سی احادیث ہیں۔ ہم نے جو آیات اور احادیث ذکر کی ہیں، سب اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ عبادت صرف اللہ ہی کا حق ہے اس میں سے کچھ بھی غیراللہ کے لئے مخصوص کرنا جائز نہیں۔ انبیاء علیہم السلام کے لئے نہ کسی دوسرے کے لئے، نیز یہ کہ شفاعت کا اختیار صرف اللہ کے پاس ہے۔ جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿ قُل لِّلَّهِ ٱلشَّفَـٰعَةُ جَمِيعًاۖ ﴾ (الزمر ٣٩/ ٤٤)

”آپ کہہ دیجئے! شفاعت پوری کی پوری اللہ ہی کے لئے ہے۔“

کسی کو شفاعت کا حق صرف اسی صورت میں ملے گا کہ اسے شفاعت قبول کرنے والے کی اجازت ہو اور جس کے حق میں شفاعت کی جارہی ہے اس کے متعلق اس کی رضا ہو اور وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی ہو سکتا ہے جو توحید کے

علاوہ کسی بات پر راضی نہیں ہوتا جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ رہے مشرکین تو ان کا شفاعت میں کوئی حصہ نہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ فَمَا تَنفَعُهُمْ شَفَٰعَةُ ٱلشَّٰفِعِينَ ﴿٤٨﴾ ﴾ (المدثر ٧٤/ ٤٨)

"انہیں سفارش کرنے والوں کی سفارش کچھ فائدہ نہ دے گی۔"

نیز فرمایا:

﴿ مَا لِلظَّٰلِمِينَ مِنْ حَمِيمٍ وَلَا شَفِيعٍ يُطَاعُ ﴿١٨﴾ ﴾ (المؤمن ٤٠/ ١٨)

"ظالموں کا کوئی دوست ہوگا نہ کوئی سفارشی جس کی بات مانی جائے۔"

"ظلم" کا لفظ اگر عمومی طور پر استعمال ہو تو اس سے مراد شرک ہوتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَٱلْكَٰفِرُونَ هُمُ ٱلظَّٰلِمُونَ ﴿٢٥٤﴾ ﴾ (البقرة ٢/ ٢٥٤)

"اور کافر ہی ظالم ہیں۔"

نیز فرمایا:

﴿ إِنَّ ٱلشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ﴿١٣﴾ ﴾ (لقمان ٣١/ ١٣)

"بلاشبہ شرک ہی بڑا ظلم ہے۔"

تکلف اور غلو باعث نقصان: سوال کا وہ حصہ جو آپ نے بعض صوفیہ کے قول کے متعلق ذکر کیا ہے کہ وہ مساجد وغیرہ میں درود اس طرح پڑھتے ہیں۔

"اے اللہ! اس پر رحمت بھیج جسے تو نے اپنے جبروتی اسرار کے ظاہر ہونے

اور رحمانی انوار کے الگ ہونے کا سبب بنایا تو وہ ربانی درگاہ سے غائب اور تیرے ذاتی اسرار کا خلیفہ بن گیا...... الخ

جواب: اس اور اس سے ملتے جلتے کلام کے متعلق یہی کہا جا سکتا ہے کہ یہ تکلف اور غلو کی وہ قسم ہے جس سے ہمارے نبی کریم ﷺ بچتے رہے۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُوْنَ قَالَهَا ثَلَاثًا»(صحيح مسلم، كتاب العلم، باب هلك المتنطعون، ح: ٢٦٧٠)

"غلو کرنے والے ہلاک ہو گئے۔ یہ بات آپ نے تین بار فرمائی۔"

امام خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اہل کلام کے مذہب کے مطابق متنطع وہ لوگ ہیں جو بحث میں تکلف سے کسی چیز کی گہرائی تک جا پہنچیں۔ یہ لوگ لایعنی باتوں میں داخل ہونے والے ہیں اور ایسی بحث کرتے ہیں جن تک لوگوں کی عقلوں کی رسائی نہ ہو۔

اور ابو السادات ابن الاثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں "یہ وہ لوگ ہیں جو کلام میں غلو کرنے اور گہرائی تک چلے جانے والے ہیں اور اپنے حلق کے دُور کے حصہ سے کلام کرنے والے ہیں۔ یہ لفظ نطع سے مشتق ہے جس کا معنی تالو ہے۔ پھر یہ لفظ ہر اس شخص کے متعلق استعمال ہونے لگا جو اپنے قول اور فعل میں

گہرائی تک چلا جائے۔

لغت کے ان دو اماموں سے جو کچھ مذکور ہوا' اس سے آپ اور ادنیٰ سی بصیرت رکھنے والے ہر شخص پر یہ بات واضح ہو جائے گی کہ ہمارے نبی ﷺ پر' صلوٰۃ وسلام کی یہ کیفیت تکلف اور غلو کی وہ قسم ہے جس سے منع کیا گیا ہے۔

مسنون درود و سلام: مسلمان کے لئے یہی مشروع ہے کہ وہ صلوۃ و سلام کی صفت میں رسول اللہ ﷺ سے جو کیفیت ثابت ہے اسے ہی اختیار کرے۔ اور یہ دوسری کیفیات سے بے نیاز بھی کر دیتی ہے اور اس بارے میں صحیحین میں روایات موجود ہیں۔ بخاری میں کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا "اے اللہ کے رسول! ہمیں آپ پر درود بھیجنے کا حکم دیا گیا ہے تو ہم آپ پر کیسے درود بھیجیں؟" آپ نے فرمایا' یوں کہو:

«اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ» (صحيح بخاري، كتاب الدعوات، باب الصلاة على النبي ﷺ، ح: ٦٣٥٧)

"اے اللہ! محمد (ﷺ)' اور محمد (ﷺ) کی آل پر رحمت بھیج جیسے تو نے ابراہیم (علیہ السلام) اور ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر رحمت بھیجی۔ بلاشبہ تو قابل

ستائش' نہایت بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! محمد (ﷺ) اور محمد (ﷺ) کی آل پر برکت نازل فرما جیسے تو نے ابراہیم (علیہ السلام) اور آل ابراہیم (علیہ السلام) پر برکت نازل فرمائی۔ بلاشبہ تو قابل ستائش' نہایت بزرگی والا ہے۔"

صحیحین میں ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا "اے اللہ کے رسول! ہم آپ پر درود کیسے بھیجیں۔"

آپ نے فرمایا' کہو:

«اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ»(صحيح بخاري، كتاب الدعوات، باب هل يصلى غير النبي ﷺ ...، ح: ٦٣٦٠ ، صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبي ﷺ بعد التشهد، ح: ٤٠٧)

"اے اللہ! محمد (ﷺ)' آپ کی بیویوں اور آپ کی اولاد پر رحمت بھیج جیسا کہ تو نے آل ابراہیم (علیہ السلام) پر رحمت بھیجی۔ محمد (ﷺ)' آپ کی بیویوں اور آپ کی اولاد پر برکت نازل فرما جیسا کہ تو نے آل ابراہیم (علیہ السلام) پر برکت نازل فرمائی۔ بلاشبہ تو قابل ستائش' نہایت بزرگی والا ہے۔

اور حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ بشیر بن

مسعود نے کہا "اے اللہ کے رسول! ہمیں، اللہ نے آپ پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے تو ہم آپ پر کیسے درود بھیجیں؟ آپ خاموش رہے۔ پھر فرمایا، کہو:

«اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ فِي الْعَالَمِيْنَ، إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ـ وَالسَّلَامُ كَمَا قَدْ عَلِمْتُمْ»(صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبي ﷺ بعد التشهد، ح: ٤٠٥)

"اے اللہ! محمد (ﷺ) اور آل محمد (ﷺ) پر رحمت بھیج، جیسا کہ تو نے ابراہیم پر رحمت بھیجی، محمد (ﷺ) اور آل محمد (ﷺ) پر برکت نازل فرما، جیسے تو نے ابراہیم (علیہ السلام) پر برکت نازل فرمائی۔ بلاشبہ تو قابل ستائش، نہایت بزرگی والا ہے۔ اور سلام اسی طرح ہے جیسا کہ تم جانتے ہو۔"

ہر مسلمان کو چاہیئے کہ رسول اللہ ﷺ پر صلوٰۃ و سلام کے لئے صرف وہی الفاظ استعمال کرے جو رسول اللہ ﷺ سے صحیح حدیث کے ساتھ ثابت ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ یہ بات سب لوگوں سے زیادہ جاننے والے تھے کہ ان کے حق میں کون سے الفاظ استعمال کرنا زیادہ مناسب ہیں۔ جس طرح وہ یہ بات بھی سب سے زیادہ جانتے تھے کہ اپنے پروردگار کے حق میں کون سے الفاظ استعمال کرنے چاہئیں۔

اس قسم کے الفاظ جو بتکلف استعمال کئے گئے ہوں' بدعی قسم کے ہوں اور کئی معنوں کا احتمال رکھتے ہوں' یہ صحیح نہیں۔ جیسا کہ وہ الفاظ جن کا سوال میں ذکر ہوا ہے۔ لہٰذا انہیں استعمال نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ ان میں تکلف ہے اور کئی باطل معنوں سے ان کی تفسیر بھی ہو سکتی ہے۔ پھر یہ ان الفاظ کے بھی خلاف ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے پسند فرمائے اور اپنی امت کو ان کی ہدایت کی۔ جبکہ آپ ساری مخلوق سے زیادہ جاننے والے' ان کے سب سے زیادہ خیر خواہ اور تکلف سے دور رہنے والے تھے۔ آپ پر آپ کے پروردگار کی طرف سے بہترین صلوۃ وسلام ہو۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ جو دلائل ہم نے ذکر کئے ہیں ان سے حقیقت توحید' حقیقت شرک بالکل واضح ہو جاتی ہے۔

خواہشات نفس مانع اطاعت: رسول اللہ ﷺ پر مشروع درود کی کیفیت میں یہ بیان کافی اور طالب حق کے لئے قابل قناعت ہے۔ البتہ جس شخص کو معرفت حق کی رغبت ہی نہ ہو وہ اپنی خواہش کے تابع ہے جس کے متعلق اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿ فَإِن لَّمْ يَسْتَجِيبُوا لَكَ فَاعْلَمْ أَنَّمَا يَتَّبِعُونَ أَهْوَاءَهُمْ ۚ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿٥٠﴾ ﴾ (القصص ۲۸/ ۵۰)

"اگر وہ آپ کی بات نہ مانیں تو جان لیجئے کہ وہ صرف اپنی خواہشات کے

پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ اور اس شخص سے بڑھ کر کون گمراہ ہو گا جو اللہ کی طرف سے آمدہ ہدایت کو چھوڑ کر اپنی خواہش کے پیچھے لگے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔"

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ وضاحت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد ﷺ کو جو دین حق اور ہدایت دے کر بھیجا ہے وہ بالکل واضح اور آسان ہے۔ اس میں کسی قسم کا ابہام نہیں۔ اب بھی اگر کچھ لوگ رسول اکرم ﷺ کی دعوت کو قبول نہیں کرتے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنی خواہشات نفس کی اتباع کر رہے ہیں۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ بتلایا کہ جو شخص اللہ کی ہدایت کو چھوڑ کر اپنی خواہش کے پیچھے لگتا ہے اس سے زیادہ گمراہ کوئی نہیں ہو سکتا۔

ہم اللہ عزوجل سے خواہشات نفس کی اتباع سے محفوظ رہنے کی دعا کرتے ہیں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑا فیاض اور مہربان ہے۔

«وَصَلَّى اللهُ وَسَلَّمَ عَلٰى عَبْدِهٖ وَرَسُوْلِهٖ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَاتْبَاعِهٖ بِإِحْسَانٍ إِلَى يَوْمِ الدِّيْنِ»

اللہ کو ماننے کے باوجود اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانے کی بیماری ہر دور میں عام رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر پیغمبر نے سب سے پہلے اپنی قوم کو توحید ہی کی دعوت دی۔

حالانکہ شرک ایسا گناہ ہے کہ اس کی بابت اللہ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ وہ کبھی معاف نہیں ہوگا اور مشرک پر جنت حرام ہے' لیکن اس کے باوجود شیطان مختلف حربوں کے ذریعے سے انسانوں سے شرک کا ارتکاب کرواتا ہے اور انسان اس کے دام ہم رنگ زمیں میں پھنس کر مشرک بن جاتے ہیں۔

آج' سوائے سعودی عرب کے' تقریباً ہر اسلامی ملک میں شرک کے مظاہر عام ہیں۔ شیطان نے مشرکانہ عقیدہ وعمل کو ایسا مزین کر کے دکھلایا ہے کہ اس زہر کو لوگوں نے تریاق سمجھ لیا ہے اور علمائے سوء اس جرعہ تلخ کو آب شیریں باور کراتے اور اپنی غلط بیانی سے اس پر حسین غلاف چڑھا کر عوام کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

اس کتابچے میں مفتی اعظم سعودی عرب شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے اسی چڑھائے ہوئے حسین غلاف میں لپٹے ہوئے شرک کے مہلک جراثیم کو آشکارا کر کے توحید کی حقیقت کو نکھارا ہے اور ساتھ ہی شرکیہ اوراد و وظائف اور نجومیوں سے مستقبل کے حالات معلوم کرنے کے عمل کے بھی ناجائز اور حرام ہونے کو واضح کیا ہے۔

ISBN: 9960-897-01-X
9789960897011

دار السلام
کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ
DARUSSALAM